36

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

28 ستمبر تا 4 اکتوبر 2006ء

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

رویتِ ہلال

عظمتوں اور برکتوں کا مہینہ

مساجد میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر پابندی

اعتماد سازی

روضۂ رسول اللہ ﷺ کو تباہ کرنے کا ناپاک عزم

جہاد و قتال فی سبیل اللہ

ہم نے ایٹم بم کیسے بنایا؟

تفہیم المسائل

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

عالم اسلام

صیام و قیام رمضان کا مقصد

صیام و قیامِ رمضان کی اصلی غایت و حکمت اور ان کا اصل ہدف و مقصود ایک جُملے میں اس طرح سمویا جا سکتا ہے کہ: ایک طرف روزہ انسان کے جسدِ حیوانی کے ضعف و اضمحلال کا سبب بنے تا کہ رُوحِ انسانی کے پاؤں میں پڑی ہوئی بیڑیاں کچھ ہلکی ہوں اور بہیمیت کے بھاری بوجھ تلے دبی ہوئی اور سسکتی اور کراہتی ہوئی رُوح کو سانس لینے کا موقع ملے۔ اور دوسری طرف قیام اللیل میں کلامِ ربانی کا روح پرور نزول اُس کے تغذیہ و تقویت کا سبب بنے۔ تا کہ ایک جانب اس پر کلامِ الٰہی کی عظمت کماحقّہٗ منکشف ہو جائے اور وہ اچھی طرح محسوس کرے کہ یہی اُس کی بھوک کو سیری اور پیاس کو آسودگی عطا کرنے کا ذریعہ اور اُس کے دُکھ کا علاج اور درد کا درماں ہے! اور دوسری جانب رُوحِ انسانی از سرِ نو قوی اور توانا ہو کر ''اپنے مرکز کی طرف مائلِ پرواز'' ہو' گویا اس میں تقرب اِلیٰ اللہ کا داعِیہ شدّت سے بیدار ہو جائے اور وہ مشغولِ دعا و مناجات ہو' جو اصل رُوح ہے عبادت کی اور لُبِّ لُباب ہے رُشد و ہدایت کا!

دوسری بدنی اور مالی عبادتوں کا حاصل ہے تزکیہ و تطہیرِ نفس' وہاں صومِ رمضان کا حاصل ہے تغذیہ و تقویّتِ رُوح جو' متعلّق ہے براہِ راست ذاتِ خداوندی کے ساتھ۔ لہٰذا روزہ ہوا خاص اللہ کے لیے۔ اب چاہے یوں کہہ لیں کہ وہ خود ہی اس کی جزا دے گا یا یوں کہہ لیں کہ وہ خود ہی بہ نفسِ نفیس اس کا انعام ہے' کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ خدا تو منتظر رہتا ہے کہ جیسے ہی کوئی بندہ خلوص و اخلاص کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو' وہ بھی کمالِ شفقت و عنایت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جائے۔ یہاں تک کہ ایک حدیثِ قدسی کی رُو سے اگر بندہ اُس کی جانب چل کر آتا ہے تو وہ بندے کی جانب دوڑ کر آتا ہے' اور اگر بندہ اُس کی طرف بالشت بھر بڑھتا ہے تو وہ بندے کی طرف ہاتھ بھر بڑھتا ہے۔ گویا بقول علامہ اقبالؔ مرحوم ؎

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں!   راہ دکھلائیں کسے؟ رہرو منزل ہی نہیں!

عظمتِ صوم

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ المائدہ

(آیات:7-6)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمن الرَّحیم

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝﴾

''مومنو! جب تم نماز پڑھنے کا قصد کیا کرو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھولیا کرو اور سر کا مسح کر لیا کرو اور ٹخنوں تک پاؤں (دھولیا کرو) اور اگر نہانے کی حاجت ہو تو (نہا کر) پاک ہو جایا کرو۔ اور اگر بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے بیت الخلا سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی لو اور اس سے منہ اور ہاتھوں کا مسح (یعنی تیمم) کر لو۔ اللہ تم پر کسی طرح کی تنگی نہیں کرنا چاہتا' بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر پُوری کرے' تا کہ تم شکر کرو۔ اور اللہ نے جو تم پر احسان کئے ہیں' اُن کو یاد کرو اور اُس عہد کو بھی جس کا تم سے قول لیا تھا (یعنی) جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے (اللہ کا حکم) سُن لیا اور قبول کیا۔ اور اللہ سے ڈرو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ دلوں کی باتوں (تک) سے واقف ہے۔

یہ آیت وضو کے متعلق ہے کہ اے اہل ایمان جب تم نماز کا قصد کرو تو اپنے چہرے دھولیا کرو اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک' اور اپنے سروں پر مسح کر لیا کرو ''اَرْجُلَكُمْ'' اور اپنے پاؤں بھی دھولیا کرو ٹخنوں تک۔ ''اَرْجُلَكُمْ'' اور ''اَرْجُلِكُمْ'' دونوں مستند قراتیں ہیں۔ اہل تشیع نے مستقلاً ''اَرْجُلِكُمْ'' کو اختیار کیا ہے۔ اُن کے نزدیک سر کی طرح پاؤں کا بھی مسح ہے' لیکن اہل سنت کے نزدیک یہ ''اَرْجُلَكُمْ'' ہے اور اس میں چونکہ ''اِلَى الْكَعْبَيْنِ'' کا اضافہ ہے تو پاؤں دھونے کا حکم ہوا ٹخنوں تک۔ اگر صرف پاؤں کا مسح ہوتا تو اس میں کوئی حد بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ''اِلَى الْكَعْبَيْنِ'' کا اضافہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح اَيْدِيَكُمْ کے ساتھ اِلَى الْمَرَافِقِ ہے۔ یعنی ہاتھوں کا دھونا کہنیوں تک۔ ایسے ہی پاؤں کا دھونا ہے ٹخنوں تک۔

اور جب تم حالت جنابت میں ہو تو تم اور زیادہ پاکی حاصل کرو' یعنی پورے جسم کا غسل کرو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو' یا تم میں کوئی نشیبی جگہ سے ہو کر آئے یعنی قضائے حاجت کے بعد۔ (عام طور پر لوگ قضائے حاجت کے لئے نشیبی جگہ پر جاتے ہیں) 'یا تم نے عورتوں سے مقاربت کی ہو اور تمہیں پانی میسر نہ ہو تو پاک مٹی کا ارادہ کر لو۔ پس اس سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو مل لو۔ اللہ یہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی ڈالے۔ پانی میسر نہیں تو وہ چاہتا ہے کہ تمہیں مٹی سے پاک کر دے۔ لیکن وہ تمہیں پاک ضرور کرنا چاہتا ہے تا کہ تم پر اپنی نعمت کا اتمام فرمائے اور تم شکر کا حق ادا کر سکو۔

ایک میثاق بنی اسرائیل سے ہوا تھا۔ ایک میثاق اہل ایمان سے ہو رہا ہے۔ اسی لئے سورۃ کا آغاز ''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ'' سے ہوا۔ اب یہاں فرمایا کہ (اے مسلمانو!) اللہ کی اُس نعمت کو جو اُس نے تمہارے اوپر کی' یاد کرو' اور اس میثاق کو یاد کرو جو اُس نے تم سے باندھ لیا ہے۔ یعنی تمہیں اُس کا پابند کر لیا ہے' جب تم نے کہا ''سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا'' یعنی ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت اختیار کی۔ یہ ہے ہر مسلمان کا اقرار۔ اور یہ سمع وطاعت کا میثاق ہے کہ اللہ کا حکم سننا ہے اور اطاعت اختیار کرنا ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اُن چیزوں سے بھی واقف ہے جو سینوں کے اندر پنہاں اور مخفی ہوتی ہیں۔

فرمانِ نبویؐ

روزے میں گناہوں سے پرہیز

چودھری رحمت اللہ بٹر

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ))

(رواہ البخاری)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کلام اور باطل کام نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔''

تشریح: روزے کا مدعا تقویٰ ہے۔ اور تقویٰ آدمی سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی ناراضی کے خیال کو مستحضر رکھے۔ ہر اُس کام سے پرہیز کرے جس سے اللہ نے منع کیا ہو۔ روزہ اللہ کی فرماں برداری کی حالت ہے۔ اس حالت میں بطور خاص اِس بات کا خیال رکھا جائے کہ آدمی جھوٹ بولنے اور خلاف شرع کاموں سے اپنے آپ کو بچائے۔ ورنہ اُس شخص کا روزہ حقیقت میں روزہ نہیں کہلا سکتا جو بھوک اور پیاس تو برداشت کرے مگر نہ تو جھوٹ بولنے سے اجتناب کرے اور نہ ہی دوسرے غیر شرعی کاموں سے اپنے آپ کو باز رکھنے کی کوشش کرے۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 15 — 28 ستمبر تا 4 اکتوبر 2006ء — 4 تا 10 رمضان المبارک 1427ھ — شمارہ 36

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک ...... 250 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رویت ہلال

بیسویں صدی کا چھٹا عشرہ اختتام کو پہنچ رہا تھا۔ ایوب خان کی مضبوط حکومت اُس کی خوبصورت جوانی کی طرح زوال پذیر تھی۔ رمضان المبارک کی انتیس تاریخ اور بدھ کا دن تھا۔ اکثر لوگوں میں یہ بحث چل رہی تھی کہ اگر جمعہ کو عید ہوئی تو یہ عید گرتی دیوار کو آخری دھکا ثابت ہوگی' کیونکہ پرانے لوگوں سے سنتے آئے ہیں کہ جمعہ کی عید حاکم پر بھاری ہوتی ہے۔ ایسے مواقع پر اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ توہم پرست نہیں ہوتے لیکن اُڑائی گئی بات اُن کے دل کی خواہش ہوتی ہے' وہ بھی کہنے لگتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ حقیقت تو ہوگی' آخر اتنی دنیا یہ بات کہتی ہے۔ بات اُڑتی ہوئی اور افواہ گردش کرتی ہوئی ایوان صدر جا پہنچی۔ اُس ہرفن مولا کی طرح جس نے کہا تھا کہ کون کہتا ہے کہ وضو کے بغیر نماز نہیں پڑھی جاسکتی' ابھی پڑھ کر دکھاتا ہوں۔ ایوب خان نے کہا' انتیس کی عید ہوگی۔ سرِ شام عید کا اعلان ہوگیا۔ اُدھر امیر جماعت اسلامی مولانا مودودی پورے زور و شور سے میدان میں اترے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ پاکستان میں نفاذ اسلام ثانوی مسئلہ ہے' اصل دینی کام اِس مرتبہ جمعہ کو عید کروانا ہے۔ پھر جمعرات کے روز لوگوں نے عجیب نقشہ دیکھا۔ پولیس لوگوں کو پکڑ پکڑ کر مسجد میں داخل کر رہی تھی کہ عید کی نماز پڑھو اور جماعت اسلامی کے کارکنوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں اعلان کر رہی تھیں کہ آج روزہ ہے۔ پولیس اُن پر حملہ آور ہوتی تھی اور وہ ایک طرف سے نکلتے اور دوسری طرف ڈوبتے رہے۔

ہمیں یہ قصہ اِس لیے یاد آیا کہ صوبہ سرحد میں متحدہ مجلس عمل کی حکومت نے مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے صوبہ سرحد میں ایک روز پہلے رمضان المبارک کے آغاز کا اعلان کر دیا ہے۔ اِس سے لبرل اسلام کے قائل مسلمانوں اور سیکولر ذہن رکھنے والوں کو موقع مل جاتا ہے کہ وہ طعن کر سکیں کہ اسلام کیسا مذہب ہے اور مسلمان کیسی امت ہے کہ وہ اپنے تہوار ایک روز منانے پر متفق نہیں ہو سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ نادان لوگ اسلام اور اُس کے آفاقی کردار سے ہی نا آشنا ہیں۔ ہماری رائے میں ایک بڑی اسلامی ریاست میں مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا قیام ہی غلط ہے۔ ہم تو اسلام کے عالمی غلبے اور ایک مرکز کو بالآخر اِس دنیا کا مقدر جانتے ہیں۔ لیکن فرض کریں کہ فی الحال لاکھوں مربع میل پر محیط ایک اسلامی ریاست قائم ہوتی ہے تو اِس میں ایک ہی دن عید منانا یا روزہ رکھنا کیسے ممکن ہوگا۔ سیاروں کو مسلسل گردش میں رکھنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ کہیں دن ہو اور کہیں رات' کہیں روزہ ہو اور کہیں عید۔ اور یہ اللہ رب العزت کی منشا ہے۔ اسلامی تہوار کا منانا اُس علاقہ میں چاند نظر آنے پر ہوگا۔ یہ ملک کی سرحدوں کی بنیاد پر نہیں منائے جانے چاہئیں۔ جب عالمی اسلامی ریاست قائم ہوگی تو رمضان المبارک اور عید کا فیصلہ مرکزی نہیں' علاقائی بنیاد پر ہوگا۔ اِس لئے کہ اسلامی ریاست کے ایک حصہ میں جب عید کی نماز پڑھی جارہی ہوگی تو دوسرے حصے میں شام یا نصف شب کا وقت ہوگا۔

ہم لبرل مسلمانوں اور سیکولر حضرات کی خدمت میں عرض کریں گے کہ اسلامی اتحاد کا مظاہرہ ایک دن عید منانے سے نہیں ہوتا۔ اسلامی اتحاد کی ضرورت اسلام دشمن قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہے۔ چاہے یہ مقابلہ عسکری سطح پر میدان جنگ میں ہو یا سماجی سطح پر خواتین کے معاشرے میں رول پر ہو یا معاشی سطح پر سود کی لعنت کو مسلط کرنے پر ہو۔ ہم متحدہ مجلس عمل اور دوسری مذہبی قوتوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ڈی ٹریک نہ ہوں اور دشمن کو اپنی مرضی کا محاذ منتخب نہ کرنے دیں۔ اپنی قوت کو مجتمع کر کے حقیقی اسلام کے نفاذ کے لئے مسلمانانِ پاکستان کو متحد کریں۔ علاوہ ازیں پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا پر علمی سطح پر نام نہاد دانشوروں کا مقابلہ کریں جو عمداً یا نادانی میں اسلام دشمن قوتوں کے ٹول بنے ہوئے ہیں اور ایسے لبرل اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں جو مغرب کو راس آ سکے۔ مجلسِ عمل اور مذہبی قوتوں کو اُن نام نہاد دانشوروں کو دندان شکن جواب دینا چاہیے جو رسالت مآب ﷺ کو محض ایک پیغام رساں کی حیثیت دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ وہ عناصر قابل گرفت ہیں جو فرمودات نبی آخر الزمان ﷺ کو وقت کی قید میں لانا چاہتے ہیں۔ رویت ہلال کے مسئلے کو ضلعی یا صوبائی کمیٹیوں کے سپرد کر کے اصل محاذ کو سنبھالیں۔ اپنی توپوں کا رخ نظامِ اسلام کے نفاذ میں رکاوٹ ڈالنے والوں کی طرف کریں۔ (باقی صفحہ 7 پر)

اڑتیسویں غزل

(بالِ جبریل، حصہ دوم)

یہ پیرانِ کلیسا و حرم! اے وائے مجبوری / صلہ ان کی کدو کاوش کا ہے سینوں کی بے نوری
یقیں پیدا کر اے ناداں! یقیں سے ہاتھ آتی ہے / وہ درویشی، کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری!
کبھی حیرت، کبھی مستی، کبھی آہِ سحرگاہی / بدلتا ہے ہزاروں رنگ میرا دردِ مہجوری!
حدِ ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی / سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دوری
وہ اپنے حُسن کی مستی سے ہیں مجبور پیدائی / مری آنکھوں کی بینائی میں ہیں اسبابِ مستوری!
کوئی تقدیر کی منطق سمجھ سکتا نہیں ورنہ / نہ تھے ترکانِ عثمانی سے کم ترکانِ تیموری!
فقیرانِ حرم کے ہاتھ اقبالؔ آ گیا کیونکر! / میسر میرو سلطان کو نہیں شاہینِ کافوری!

1۔ مطلب یہ ہے کہ مذہبی علماء خواہ مشرق ہوں یا مغرب میں، چونکہ تحقیق اور اجتہاد کی لذت سے محروم ہو چکے ہیں، اس لیے اُن کی دماغی کاوشیں اور علمی کوششیں سب بیکار ہیں۔ نیز یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے بارے میں منطقی بحثیں تو بہت کرتے ہیں اور ان مباحث پر کتابیں بھی بہت لکھتے ہیں، لیکن اِن کے سینے ''بے نُور'' ہیں، یعنی اِن لوگوں میں محبتِ الٰہی کا رنگ نظر نہیں آتا۔

2۔ ''یقین'' اقبال کی اصطلاح ہے، اور اس سے مُراد ہے اللہ کی ہستی پر یقین، آنحضرت ﷺ کی رسالت پر یقین، قرآنِ مجید کے کلام اللہ ہونے پر یقین۔ اسلام کی صداقت اور حقانیت پر یقین۔ واضح رہے کہ کسی قوم کی زندگی اور ترقی کا انحصار فقط دولت، تجارت اور صنعت پر نہیں ہوتا، بلکہ اُن بنیادی افکار و نظریات پر ہوتا ہے جن کی صداقت پر وہ قوم یقین رکھتی ہے۔ یہ یقین اُن افکار و نظریات کی نشر و اشاعت کے لیے سب سے بڑا محرک بن جاتا ہے۔ جب تک کسی فرد یا قوم کو اپنے بنیادی افکار و نظریات کی صداقت پر یقینِ کامل نہ ہو، افراد میں عمل کا جذبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ مختصر یہ کہ یقین انسان کے اندر بے پناہ قوت پیدا کر دیتا ہے۔ اس لیے اقبال مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں کہ اے نادان! اگر تُو دنیا میں مسلمان کی حیثیت سے سربلند ہونا چاہتا ہے تو اپنے اندر یقین پیدا کر۔ اس یقین ہی کی بدولت تیرے اندر شانِ فقر پیدا ہو سکتی ہے، اور یہ شانِ فقر، وہ طاقت ہے کہ بادشاہ بھی اُس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ چونکہ ''یقین'' فقر کے لیے سنگِ بنیاد ہے، اسی لیے اقبال نے یقین کی اہمیت کو مختلف طریقوں سے واضح کیا ہے، مثلاً ''بانگِ درا'' میں لکھتے ہیں:

غلامی میں نہ کام آتی ہیں تدبیریں نہ شمشیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

3۔ اِس شعر میں اقبال نے وارداتِ عشق کا بیان کیا ہے۔ عاشق پر مختلف کیفیات طاری ہوتی رہتی ہیں۔ کبھی وہ، یہ سوچتا ہے کہ کہاں میں، ایک ذرۂ ناچیز، عاجز و ناتواں، مجبور و ضعیف اور کہاں وہ خالقِ ارض و سما، قادرِ مطلق اور ساری کائنات کا فرماں روا، تو اُس پر حیرت کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ اس محبوبِ حقیقی کے فضل و کرم کا مشاہدہ کرتا ہے تو اُس پر مستی کا رنگ چھا جاتا ہے۔ اور کبھی وہ جدائی کا احساس کرتا ہے تو آہ و فریاد کرنے لگتا ہے۔ الغرض عاشق ہر وقت کسی نہ کسی ''حال'' میں ہوتا ہے۔

4۔ اگرچہ عاشقی کے اسرار و رموز، انسان کی سمجھ میں نہیں آ سکتے، لیکن ایک بات ایسی ہے کہ اُسے ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ ''دل کی موت ہے دُوری''۔ یعنی اگر عاشق معشوق کے تصور سے غافل ہو جائے گا تو کاروبارِ عشق سب ختم ہو جائے گا۔ دُوری بمعنی غفلت، دل کی موت بمعنی جذبۂ عشق کا فنا ہو جانا۔

5۔ اللہ چونکہ سراپا حسن و جمال اور منبعِ فضل و کمال ہے، اور جمال و کمال دونوں کا تقاضا یہ ہے کہ صاحبِ جمال و کمال اپنے جمال و کمال کو ظاہر کرے۔ اس لیے ہر شے سے اُس کی قدرت کا ظہور ہو رہا ہے۔ ہر شے اُس کے وجود پر گواہی دے رہی ہے۔ کائنات کا ہر ذرّہ اُس کے جمال و کمال کا مظہر ہے۔ وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ سارا قصور انسان کی آنکھوں کا ہے۔ جب آدمی مظاہرِ کائنات کو دیکھتا ہے تو وہیں رُک جاتا ہے، آگے نہیں بڑھتا۔ یعنی انسان ظاہر بین ہے، مظاہر و مشاہدات میں الجھ کر رہ جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حقیقت اُس کی نگاہ سے اوجھل ہو جاتی ہے۔

6۔ تقدیر کی منطق سے مراد ہے ''مشیتِ ایزدی''۔ اور ''ترکانِ عثمانی'' سے ترکوں کا کوئی خاص قبیلہ مُراد نہیں ہے، بلکہ وہ ترک مراد ہیں جو اپنے سردار ارطغرل کی قیادت میں ایشیائے کوچک میں آباد ہو گئے تھے۔ اور جب عثمان بن ارطغرل نے 1288ء میں اپنی حکومت قائم کی تو اُس کے نام سے منسوب ہو کر، تاریخ میں ''ترکانِ عثمانی'' کے لقب سے پانچ سو سال تک یورپ کے لیے مستقل خطرہ بنے رہے۔ ترکانِ تیموری سے وہ ترک مراد ہیں، جنہوں نے بابر کی قیادت میں 1526ء میں ہندوستان فتح کیا، اور تاریخ میں ''مغلوں'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

اس شعر میں اقبال نے یہ حقیقت واضح کی ہے کہ بظاہر ترکانِ تیموری، ترکانِ عثمانی سے کسی بات میں کمتر نہیں تھے۔ دونوں میں وہ ترک خون گردش کر رہا تھا، لیکن مشیتِ ایزدی میں کون دم مار سکتا ہے اور اللہ کی مرضی میں کون دخل دے سکتا ہے؟ ترکانِ تیموری کی سلطنت مدت ہوئی، ختم چکی، لیکن ترکانِ عثمانی ابھی تک برسرِ حکومت ہیں۔ (اس غزل تک خلافتِ عثمانیہ ابھی باقی تھی)

7۔ ''شاہینِ کافوری'' دراصل شاہین کی ایک غیر معروف نوع ہے جو سفید رنگ کی ہوتی ہے۔ لیکن سرخ گندھک کی طرح نایاب ہے۔ بہر حال، جیسا کہ خود دوسرے مصرعے سے ظاہر ہے، ''شاہینِ کافوری'' تو میر و سلطان کو بھی نصیب نہیں ہوتا۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ اقبال تو شاہینِ کافوری ہے جو بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں ہوتا۔ یہ نادرۂ روزگار شخص، فقیرانِ راہ کے قبضے میں کیونکر آ گیا؟ پہلے مصرعے میں تجاہلِ عارفانہ کا رنگ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ چونکہ میرے دل میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت جاگزیں ہے، اس لیے میں نے بخوشی اللہ والوں کی غلامی اختیار کر لی، حالانکہ میں اس قدر خوددار ہوں کہ بادشاہوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔

رمضان المبارک

عظمتوں اور برکتوں والا مہینہ

ماہ صیام کی فضیلت ' اہمیت اور برکات کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے ایک نہایت جامع خطبہ کی وضاحت پر مشتمل ایمان افروز تحریر

حافظ عاکف سعید' امیر تنظیم اسلامی

آنحضور ﷺ نے ماہ شعبان کے آخری روز ماہ رمضان المبارک کی اہمیت' اس کی فضیلت اور برکات کے حوالے سے ایک نہایت جامع خطبہ ارشاد فرمایا' جو حکمت نبوی ﷺ کا ایک عظیم خزانہ ہے۔ رمضان المبارک گزارنے کے لیے ذہن کی تیاری کے حوالے سے یہ خطبہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ نیکیوں کے اس موسم بہار سے فائدہ اٹھانے کے لیے ہمیں پورے شعور اور ادراک کے ساتھ تیاری کرنی چاہیے۔

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم پر ایک بہت عظمتوں والا مہینہ سایہ فگن ہوا چاہتا ہے' یہ بہت بابرکت ہے۔'' برکت سے مراد کسی چیز میں بڑھوتری اور اضافہ ہے۔ اس برکت کا مظہر یہ بھی ہے کہ ''اس مہینے میں ایک رات وہ آتی ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے۔'' یہاں قرآن مجید کی سورۃ القدر کا حوالہ ہے۔ ہزار مہینوں کی عبادت ایک طرف اور اس رات کی عبادت ایک طرف ہے۔ یہ موقع اللہ نے دیا ہے' لیکن یہ ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا۔ انسان ارادہ کرلے تو اللہ بھی راستے کھولتا ہے۔

''اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں روزہ رکھنا فرض قرار دیا ہے اور اس کی راتوں میں قیام باعث اجر و ثواب ہے۔'' چونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نرمی رکھی ہے' اس لیے دن کا روزہ تو فرض کر دیا گیا' جب کہ رات کے قیام کی ترغیب دلائی گئی۔ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ متوازی پروگرام ہے اور دونوں ہی کا اہتمام ضروری ہیں۔ قیام اللیل سے مراد قرآن کے ساتھ جاگنا ہے' جس کی سب سے اعلیٰ شکل یہ ہو سکتی ہے کہ ایک شخص رات کا بڑا حصہ اللہ کے سامنے حاضر ہو کر تہجد یا تراویح میں قرآن کو پڑھتے ہوئے گزارے۔ رات کو صرف کھڑے رہنا یا نوافل پڑھتے چلے جانا مقصود نہیں ہے' بلکہ قیام اللیل سے مراد نوافل میں زیادہ سے زیادہ قرآن حکیم کا پڑھنا ہے۔ شب قدر کی فضیلت کی بنیاد بھی یہی ہے کہ اس میں قرآن نازل کیا گیا۔

''جس کسی نے اس مہینے میں کسی ایک نیکی (غیر فرض عبادت) کے ذریعہ کا اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہا تو وہ ایسے ہے جیسے سال کے دوسرے مہینوں میں اس شخص نے فرض ادا کیا۔ اور جس شخص نے ایک فرض ادا کیا' اس نے گویا سال کے دوسرے مہینے میں ستر فرائض ادا کیے۔'' یہاں فرض سے مراد صرف نماز' روزہ ہی نہیں' بلکہ اس میں مسلمانوں پر عائد فرائض اور واجبات کی طویل فہرست شامل ہے۔

> آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے:
> ''روزہ اور قرآن بندے کے حق میں سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا' اے پروردگار! میں نے تیرے اس بندے کو کھانے پینے اور شہوت سے روکے رکھا۔ پس اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمالے۔ اور قرآن یہ کہے گا' اے پروردگار! میں نے اسے رمضان کی راتوں میں سونے سے روکے رکھا' لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمالے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی سفارش قبول فرمالے گا

''یہ صبر کا مہینہ ہے''۔ روزے کی حالت میں انسان کو بھوک اور پیاس لگی ہو' بہترین کھانے اور ٹھنڈے مشروبات سامنے ہوں' لیکن پھر بھی وہ اپنے آپ کو روک کر رکھتا ہے۔ اسی طرح جنسی خواہش کو پورا کرنے کی بھی ممانعت ہے۔ ایک صبر تو یہ ہے۔ لیکن ایک دوسری قسم کا صبر نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے' اس طرح درحقیقت اس نے فاقہ کیا ہے۔ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ انہیں اپنے روزے سے سوائے بھوک (اور پیاس) کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور کتنے ہی رات کو قیام کرنے والے بھی ایسے ہیں جنہیں سوائے شب بیداری کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔''

اگر کوئی شخص قرآن تو سن رہا ہے لیکن اپنے ضمیر کے دروازے کھولنے کے لیے تیار نہیں ہے تو اس کے لیے یہ محض شب بیداری ہے۔ چنانچہ اس مہینے کی برکات سے فائدہ اٹھانے کے لیے ذہنی اور نفسیاتی تیاری بھی ضروری ہے۔

آپ نے صبر کے اجر کی وضاحت فرمائی: ''صبر کا بدلہ جنت ہے۔'' اصل میں پورے دین کا بھی ایک جامع عنوان ''صبر'' ہے۔ اگر صبر کے مفہوم کو کھولا جائے تو گناہوں سے رکنا بھی صبر ہے' اطاعت پر کاربند ہونے کے لیے بھی صبر اور استقامت درکار ہے' جبکہ توکل کو بھی اس عنوان کے تحت واضح کیا جا سکتا ہے۔ سب سے بڑا صبر یہ ہے کہ آدمی دنیا کے بجائے آخرت کو اپنی منزل بنالے' سارا صبر اس کے اندر سمٹ آتا ہے۔ قرآن مجید میں بعض جگہوں پر بیان ہوا ہے' ''اہل جنت اس وجہ سے جنت میں داخل ہوں گے کہ انہوں نے دنیا میں صبر کیا تھا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے' ''اور یہ باہمی ہمدردی اور غم گساری کا مہینہ ہے۔'' وہ لوگ جن کے کھانے کے اوقات مقرر ہیں' جب روزے رکھتے ہیں تو انہیں معلوم ہوتا

قرآن مجید میں روزے کی فرضیت بیان کرتے ہوئے اس کا مقصد انسان کے اندر تقویٰ پیدا کرنا بیان کیا گیا ہے۔ تقویٰ کی حقیقت یہی ہے کہ انسان کو ہر وقت اللہ کی موجودگی کا احساس رہے

بھی ہے جس سے مراد جھوٹ بولنے اور گناہ کے کاموں سے بچنا ہے۔ اس کے بغیر بھی روزہ مکمل نہیں ہوتا۔ احادیث کی رو سے جس شخص نے روزے کے دوران بھی جھوٹ بولنا اور گناہ کے کاموں کو ترک نہ کیا تو اللہ کو اس کی کوئی حاجت ہے کہ بھوک اور فاقہ کسے کہتے ہیں۔ جن لوگوں کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں' ان کی کیفیت کیا ہوتی ہے!

ارشاد ہوتا ہے: ''اور یہ مہینہ وہ ہے جس میں مومن کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔'' یہ وہ پہلو ہے

جو مادہ پسند اور مادیت پرست لوگوں کو نظر ہی نہیں آ سکتا۔ ان کے نزدیک تو قوت کار کم ہوتی ہے' دفتر کے اوقات کار بھی کم ہوتے ہیں لہٰذا آمدنی میں بھی کمی ہوگی۔ لیکن یہ ساری باتیں سطحی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کا محتاج نہیں ہے۔ وہ مسبب الاسباب ہے۔ وہ وہاں سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے ہمیں گمان بھی نہیں ہوتا۔

وہ لوگ جن کے کھانے کے اوقات مقرر ہیں' جب روزے رکھتے ہیں تو انہیں معلوم ہوتا ہے کہ بھوک اور فاقہ کسے کہتے ہیں۔ جن لوگوں کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں' ان کی کیفیت کیا ہوتی ہے

''اگر کوئی شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کروادے (صرف یہی نہیں کہ اپنے دوست احباب کو بلایا جائے' بلکہ غرباء' مساکین اور محتاجوں کا روزہ افطار کروادے) تو اس کا یہ عمل اس کے گناہوں کی بخشش اور اس کی گردن کو آگ سے چھڑانے کا موجب بنے گا۔ اور اسے روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا' اور روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی بھی نہیں کی جائے گی۔'' گویا دونوں پہلوؤں سے وضاحت کر دی گئی کہ افطار کروانے والے کو روزہ دار کے برابر اجر ملے گا' جبکہ روزہ دار کا اجر اپنی جگہ پورا محفوظ ہے۔

آنحضورﷺ سے عرض کیا گیا' اے اللہ کے رسولﷺ! ہم میں سے ہر شخص میں تو اتنی استعداد نہیں کہ وہ کسی روزہ دار کو افطار کروائے۔'' رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہ اجر و ثواب اس شخص کو بھی عطا کرے گا جو دودھ یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی روزہ دار کو افطار کرائے۔'' یعنی جسے اور کچھ میسر نہیں ہے وہ صرف پانی یا دودھ کے ایک گلاس میں ہی اپنے روزہ دار بھائی کو شریک کرلے تو اسے پورا اجر ملے گا۔ اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ افطاری میں اپنے لیے تو انواع و اقسام کی اشیاء ہوں' جبکہ روزہ دار کو دودھ کے ایک گھونٹ پر افطار کروادیا جائے۔

''اور جو روزہ دار کو پیٹ بھر کھانا کھلا دے' اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض (کوثر) سے ایسا مشروب پلائے گا کہ پھر جنت میں داخلے تک اسے پیاس نہیں لگے گی۔' محتاجوں کو افطار کرانے اور پیٹ بھر کر کھانا کھلانے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ معاشرے سے طبقاتی کشمکش ختم ہوجاتی ہے۔

''اور یہ مہینہ وہ ہے جس کا پہلا حصہ رحمت ہے' اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم سے نجات ہے۔'' یہ وہ ہدف ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے معین فرمایا ہے کہ اپنے آپ کو اس عذاب الیم سے بچاؤ جو ہر انسان کا منتظر ہے۔

اپنے خطبے کے آخر میں آنحضورﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اور جو شخص اس مہینے میں اپنے غلام اور خادم کے کام میں تخفیف کرے گا' (یعنی اس خیال سے کام کے بوجھ کو ہلکا کرے گا کہ یہ روزہ دار ہے اور معمول کی مشقت گھٹا دے گا) تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا اور اسے جہنم سے چھٹکارا دلا دے گا۔''

یہ خطبہ مبارک رمضان آنے سے قبل آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ ہمیں اس پر عمل کرنا چاہیے تاکہ رمضان المبارک کی زیادہ سے زیادہ برکات حاصل کی جاسکیں۔

روزے اور رمضان کا باہمی تعلق

رمضان کا مہینہ وہ ہے جسے اللہ نے سال کے بارہ مہینوں میں سے روزے کی عبادت کے لیے مخصوص کر دیا ہے' جبکہ رمضان کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں قرآن نازل ہوا تھا۔ لہٰذا ان کا آپس میں کوئی تعلق ضرور ہے۔ روزہ اصل میں انسان کی روحانی بالیدگی کا ذریعہ ہے۔ یہ

پریس ریلیز

اسلام اور جہاد کے خلاف پوپ کو ہرزہ سرائی کی جرأت اس لیے ہوئی کہ ہم نے خود اسلام کے روشن چہرے کو داغدار کر دیا ہے

حافظ عاکف سعید

پوپ بنی ڈکٹ کی اسلام اور جہاد کے خلاف ہرزہ سرائی تورات اور انجیل کی تاریخ سے ناواقفیت اور مسلمانوں کے خلاف تعصب کا مظہر ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں خطاب جمعہ کے اختتام پر کہی۔ انہوں نے کہا کہ پوپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ انجیل و تورات میں زمین پر خدائی حکومت کے قیام کا ذکر ہے اور یہ طاغوتی قوتوں کے خلاف جہاد کے نتیجے میں ہی قائم ہوسکتی ہے۔ حضرت داؤدؑ کی حکومت بھی جہاد کے نتیجے میں قائم ہوئی تھی۔ اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لئے انبیاء و رسل کی پوری تاریخ جہاد کے واقعات سے مزین ہے۔ لہٰذا قرآن اور دیگر سابقہ آسمانی صحائف کی رُو سے جہاد اللہ سے وفاداری کی شرطِ لازم اور خدائی مقاصد کے عین مطابق ہے۔

حافظ عاکف سعید نے کہا کہ اللہ کی حکومت کے قیام کے نتیجے میں مثالی امن و امان اور عدل و انصاف قائم ہوتا ہے' انسانی حقوق کی اعلیٰ پیمانے پر پاسداری ہوتی ہے۔ جیسا کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ ''ہم نبوی مشن پر بھیجے گئے ہیں تاکہ لوگوں کو کفر و شرک کے اندھیاروں سے نکال کر اسلام کے نور سے روشناس کرائیں اور انسانیت کو بادشاہوں کے ظلم و ستم سے نجات دلا کر اسلام کے کامل عادلانہ و منصفانہ نظام سے متعارف کرائیں''۔ انہوں نے کہا کہ نبی اکرمﷺ اور صحابہؓ نے دنیا کو اسلام کے عادلانہ نظامِ اجتماعی کی برکات سے بہرہ مند کرنے کے لیے جہاد کیا لیکن یہ بھی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ پوری دنیا میں کسی ایک فرد کو بزور شمشیر مسلمان نہیں کیا گیا۔ لوگ اسلام کی عظمت اور مسلمانوں کے کردار سے متاثر ہو کر خود دین اسلام میں داخل ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ پوپ کو یہ زہر اگلنے کی جرأت اس لیے ہوئی کہ ہم نے خود اسلام کے روشن چہرے کو داغدار کر دیا ہے۔ آج پوری دنیا میں کہیں بھی اسلامی حکومت قائم نہیں اور نہ مسلمان عظمتِ کردار کے حامل ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ ہماری کمزوری کی وجہ ہمارے یہی اجتماعی جرائم ہیں۔ اسی جرم ضعیفی کی سزا ہے کہ حکومتی ترجمان کہہ رہے ہیں کہ حدود آرڈیننس کا معاملہ امریکہ کے دباؤ پر نہیں اٹھایا گیا جبکہ امریکہ کا کہنا ہے کہ یہ ہمارے دباؤ کا نتیجہ ہے۔ اس سے زیادہ ذلت و رسوائی کی صورت کیا ہوگی کہ صدر مشرف راگ الاپ رہے ہیں کہ امریکی فوج کو پاکستان میں کارروائی کی اجازت نہیں دیں گے' جبکہ امریکہ دھڑلے سے کہہ رہا ہے کہ وہ ایسا موقع آنے پر کارروائی ضرور کرے گا۔

انہوں نے کہا کہ ہمارے قومی جرائم کے نتیجے میں جو ذلت و رسوائی آج ہمارا مقدر بن چکی ہے پوپ کا بیان اسی ذلت کا ایک مظہر ہے۔ وگرنہ اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ وحشی اور دہشت گرد کون ہے اور نائن الیون کا ڈرامہ کس نے رچایا۔ انہوں نے کہا کہ پوپ کے بیان پر امت مسلمہ کا بھرپور احتجاج بالکل صحیح ہے لیکن صرف احتجاجی مظاہرے پوپ کی ہذیان گوئی کا اصل جواب نہیں۔ اس کے ریمارکس کا اصل جواب یہ ہے کہ ہم پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے جدوجہد کریں تاکہ دنیا خدائی حکومت کی برکات کا مشاہدہ کرسکے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی' پاکستان)

روح ہی ہے جس کے باعث انسان اشرف المخلوقات ٹھہرا اور مسجود ملائک بنا' لیکن اسے نظر انداز کرنے کی وجہ سے انسان حیوانوں کی سطح پر آ گیا ہے۔ روزے کے ذریعے روح کی تقویت کا سامان کیا گیا ہے تاکہ انسان اپنے حیوانی تقاضوں کو لگام دے۔ اس روح پر سے کھانے پینے اور شہوت کی گرفت کو ڈھیلا کرے۔ قرآن مجید میں روزے کی فرضیت بیان کرتے ہوئے اس کا مقصد انسان کے اندر تقویٰ پیدا کرنا بیان کیا گیا ہے۔ تقویٰ کی حقیقت یہی ہے کہ انسان کو ہر وقت اللہ کی موجودگی کا احساس رہے۔ اسی سے روح بیدار ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ انسانی روح کی اصل غذا اللہ کا ذکر ہے جس کی اعلیٰ ترین شکل قرآن حکیم ہے۔ چنانچہ روح کی بالیدگی کا طریقہ یہ ہے کہ دن میں روزہ رکھے تاکہ روح بیدار ہو اور اس کے اندر طاقت آئے' جب کہ رات کے اوقات میں اس پر کلام الٰہی کا فیضان ہو۔ یہ روحانی بالیدگی کا دوگونہ پروگرام ہے۔ اسی لیے روزے کی عبادت کے لیے وہ مہینہ منتخب کیا گیا جس میں قرآن نازل ہوا تھا۔

رمضان میں رات کے قیام کی خصوصی فضیلت ہے۔ آنحضورﷺ کا ارشاد ہے: ''روزہ اور قرآن بندے کے حق میں سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا' اے پروردگار! میں نے تیرے اس بندے کو کھانے پینے اور شہوت سے روکے رکھا۔ پس' اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمالے۔ اور قرآن یہ کہے گا' اے پروردگار! میں نے اسے رمضان کی راتوں میں سونے سے روکے رکھا' لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمالے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی سفارش قبول فرمالے گا۔''

گویا رمضان کا پروگرام یہ ہے: دن میں روزہ اور رات میں قیام مع القرآن۔ قیام مع القرآن کا اطلاق رات کے کم از کم ایک تہائی حصے پر ہوگا۔ اگرچہ رات کا قیام فرض نہیں ہے' لیکن ہر شخص کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اس کی فضیلت اور اس کے اجر و ثواب سے محروم نہ رہے۔ تراویح کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ قلب و روح پر قرآن کا فیضان ہو۔

✿✿✿

بقیہ: اداریہ

ہم اکتیس روزے بھی رکھیں گے تو طاغوت کو اعتراض نہیں ہوگا۔ امریکہ اور مغربی تہذیب سے ہماری جنگ سود اور بلا سود معاشی نظام کے نفاذ پر ہوگی۔ ان دشمنوں سے ہماری جنگ معاشرے میں خواتین کے محدود اور لامحدود درول کے مسئلہ پر ہوگی۔ ہماری جنگ سیکولر سرمایہ دارانہ مادر پدر آزاد جمہوریت اور اسلامی جمہوریت کے قیام پر ہوگی۔ لِلّٰہ اِس کے لئے تیاری کریں۔ یہی کرنے کے کام ہیں۔

بانئ تنظیم اسلامی

محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ العالی کی علالت

قارئین سے دعائے صحت کی اپیل

بانئ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب تین ہفتہ کے سفرِ عمرہ سے واپس آئے تھے۔ واپسی کے سفر کے دوران جدہ میں بانئ محترم کو سانس کی شدید تکلیف ہوگئی اور ساتھ ہی بخار بھی 103 درجے تک پہنچ گیا۔ اگلے ہی دن واپسی کا سفر درپیش تھا۔ اندیشہ ہوگیا کہ شاید متعین فلائیٹ کے ذریعے پاکستان واپسی نہ ہو سکے۔ بہرحال اللہ نے کرم کیا' اور اس کی رحمت شامل رہی۔ چنانچہ وہ بخیریت پاکستان پہنچ گئے۔

پاکستان پہنچنے کے بعد چند ہی دنوں میں کراچی کا سفر (جو پہلے سے طے شدہ تھا) ہوا' جس میں آپ نے قرآن اکیڈمی کراچی کے خطبۂ جمعہ کے علاوہ فاران کلب کے تحت ایک جلسہ عام سے بھی خطاب فرمایا۔ واپس آنے کے بعد فیروز والہ میں بھی ایک جلسہ عام سے تقریباً 2 گھنٹے 10 منٹ خطاب فرمایا۔ اس کے علاوہ گجرات کا سفر جس میں ایک خطاب جمعہ شامل تھا' اُس کو نبھایا۔ اِن تمام مشقتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ سانس کی تکلیف دوبارہ شدت اختیار کر گئی اور 23 ستمبر کو نماز مغرب کے فوراً بعد سانس کا معاملہ ہاتھ سے نکلتا ہوا محسوس ہوا۔ یاد رہے کہ 23 ستمبر کو قرآن اکیڈمی کی جامع مسجد میں بعد نمازِ عشاء بانئ محترم کا ایک عمومی خطاب پہلے سے طے شدہ تھا' جو ظاہر ہے اس کیفیت کے ساتھ ممکن نہ تھا' جسے پھر امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید نے نبھایا۔

اس دوران میں کمزوری اس درجہ بڑھ گئی کہ نہ صرف یہ کہ واکر کے سہارے کھڑا ہونا ممکن نہ رہا بلکہ بیٹھی ہوئی حالت میں گردن کو سنبھالنا بھی بہت مشکل ہوگیا۔ ماہر امراض قلب ڈاکٹر محمد زبیر اور نیورو فزیشن ڈاکٹر منور حیات تشریف لائے اور فوری طور پر طے کیا گیا کہ ایمبولینس منگوا کر پنجاب کارڈیک انسٹی ٹیوٹ منتقل کر دیا جائے۔ پنجاب حکومت جہاں بہت سی خرافات مثلاً جشن بہاراں' بسنت میلہ وغیرہ کی سرپرستی کرتی رہی ہے' وہیں ہنگامی ایمبولینس سروس کے اجراء کا نیک کام بھی کیا ہے۔ ہم نے 1122 پر فون کیا اور 8 منٹ بعد ایمبولینس اسٹریچر' آکسیجن سلنڈر اور دیگر ایمرجنسی قسم کے ایکویپمنٹ کے ساتھ پہنچ گئی۔ ایمبولینس کے روانہ ہونے کے 5 منٹ بعد ہی بانئ تنظیم کی حالت بگڑنا شروع ہوگئی۔ سانس دھونکنی کی طرح چلنے لگا۔ ایمبولنس میں موجود آکسیجن مانیٹر جو شروع میں 94 فی صد دکھا رہا تھا (یہ آلہ انسانی خون میں آکسیجن کی پرسنٹیج دکھاتا ہے)' بعد ازاں یہ شرح 94 فی صد سے کم ہو کر 75 فیصد اور بالآخر 60 فی صد سے بھی کم ہوگئی' جس کے نتیجے میں سانس انتہائی بگڑ گیا۔ انہیں کارڈیک انسٹی ٹیوٹ پہنچنے میں کم وبیش 5,7 منٹ باقی تھے۔ یہ چند منٹ جس طرح گزرے وہ بتانے سے زبان قاصر ہے۔ مسلسل کلمہ طیبہ کا ورد اور ذکر و اذکار ہی زبان پر رہے۔ ایمبولینس کے کیبن میں راقم کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کے خادم عبدالغفور تھے۔ اللہ کا انتہائی فضل اور کرم ہوا کہ ہسپتال پہنچتے ہی ڈاکٹر زبیر صاحب کے شاگرد رشید ڈاکٹر ثاقب شفیع منتظر تھے۔ فوری طور پر متعدد انجکشن لگائے گئے۔ آکسیجن ماسک چڑھا دیا گیا اور آدھے گھنٹے کے اندر ڈاکٹر صاحب کا سانس بہت حد تک کنٹرول میں آ گیا۔

مذکورہ بالا تفصیل 23 اور 24 ستمبر کی درمیانی شب کی ہے۔ تقریباً 2 گھنٹے بعد ڈاکٹر صاحب کو آئی سی یو سے سی سی یو میں منتقل کر دیا گیا اور آج 26 ستمبر کی شام تک ڈاکٹر صاحب وہیں زیر علاج ہیں۔ مختلف قسم کے لیبارٹری ٹیسٹ اور Investigations جاری ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے چونکہ Kidney Functions بھی خاصی حد تک ڈسٹرب تھے ہی' ساتھ ہی دل کا ایک خانہ Left Ventricle بھی متاثر ہوا تھا' لہٰذا اِن دونوں کے نتیجے میں پھیپھڑوں میں پانی جمع ہو گیا تھا۔ مختلف ادویات کی مدد سے اس پانی کو urination کے ذریعے پھیپھڑوں سے نکالا گیا ہے۔

تادم تحریر اللہ کی خصوصی رحمت اور فضل سے ڈاکٹر صاحب بہت بہتر ہیں' لیکن ظاہر ہے' ہسپتال کے ماحول اور بستر پر سیدھے لیٹے رہنے کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ جلد از جلد گھر منتقل کر دیا جاؤں' لیکن فی الحال ڈاکٹر حضرات اسی پر مصر ہیں کہ کم از کم 2'3 دن مزید قیام کیا جائے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی صحت کے ساتھ ساتھ ان کے ایمان اور سلامتی کو بھی دعاؤں میں شامل رکھیں۔

(از ڈاکٹر عارف رشید)

اعتماد سازی

محمد سمیع

جس طرح ہمارے سیاستدانوں کو حکومت سے یہ گلہ ہے کہ وہ بیرون ملک ہر قوت سے مذاکرات کے لئے تیار رہتی ہے لیکن اندرون ملک ان سے مذاکرات کی بجائے ان کے خلاف طاقت کا اندھادھند استعمال کر رہی ہے اور دیگر سیاسی حربوں سے کام لے رہی ہے، اسی طرح عوام کو بجا طور پر یہ شکوہ ہے کہ حکومت بھارت جیسے عیار اور مکار دشمن سے تو اعتماد سازی کے لئے لچک پر لچک دکھا رہی ہے لیکن حکومت سمیت تمام سیاسی جماعتیں عوام کے ساتھ اعتماد سازی کی کوئی کوشش نہیں کر رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عوام کا سیاسی جماعتوں اور ان کے قائدین پر سے اعتماد اٹھ چکا ہے۔ انہیں سخت مایوسی ہوتی ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ ان کے ووٹوں کی کوئی اہمیت نہیں۔ وہ ووٹ کسی اور پارٹی کو دیتے ہیں اور اسٹیبلشمنٹ جوڑ توڑ کر کے اقتدار پر اپنے پسند کی پارٹی کو اس لئے لے آتی ہے تاکہ وہ ان کے ہاتھ میں کھلونا بن کر رہے اور اسٹیبلشمنٹ کو اپنی من مانی کرنے میں آسانی رہے۔ انہوں نے دیکھا کہ 2002ء کے الیکشن میں سب سے زیادہ ووٹ پیپلز پارٹی کو ملے لیکن اسے نہ صرف وفاق میں اقتدار میں آنے سے روکا گیا بلکہ صوبہ سندھ تک میں اس کے ساتھ یہی سلوک روا رکھا گیا اور دونوں کے اعتبار سے ملک کی مقبول ترین قیادت آج جلاوطنی کی حالت میں ہے۔

دوسری طرف عوام یہ دیکھتے ہیں کہ اقتدار میں ایک ایسی پارٹی کو لایا گیا جس کے نام کا ایک جز قائداعظم ہے، لیکن اس پارٹی نے ہر وہ کام کیا جو قائداعظم جیسے باکردار لیڈر کے کردار کے برعکس تھا۔ اور یہ پارٹی چھ سال سے زیادہ عرصہ سے برسر اقتدار رہی لیکن اس کی نااہلی پر ملک کے تمام حلقے متفق ہیں۔ یہ پارٹی ان افراد پر مشتمل ہے جو کل تک ''نواز شریف قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں'' کا نعرہ لگاتے نہیں تھکتے تھے مگر اسی پارٹی کے دور میں ہی میاں محمد نواز شریف دس سال کے لئے جلاوطن کر دیئے گئے ہیں، حالانکہ اس کا کوئی آئینی جواز نہیں تھا۔ پیپلز پارٹی کے بعد مسلم لیگ (ن) ہی سب سے زیادہ ووٹ لینے والی پارٹی ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ تمام تر غیر جمہوری ہتھکنڈوں کو استعمال کر کے موجودہ حکومت کی تشکیل کی گئی مگر دعویٰ یہ کیا جا رہا ہے کہ ملک میں حقیقی جمہوریت نافذ ہے۔ عوام کو یہ دیکھ کر مزید حیرت ہوتی ہے کہ ایک طرف پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن) کے ساتھ میثاق جمہوریت پر دستخط کرتی ہے اور دوسری جانب وہ حکومت وقت کے ساتھ رابطوں کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔ اس حکومت کے ساتھ کہ جس نے اس پارٹی میں دراڑ ڈال کر اس کے ممتاز لیڈروں کو اپنے ساتھ ملا رکھا ہے اور یہ اصرار بھی کر رہی ہے کہ وہ کسی صورت میں پیپلز پارٹی کی قائد بینظیر کو اقتدار میں حصہ دینے کے لئے تیار نہیں۔

عوام دینی سیاسی جماعتوں کے قائدین کا دل سے احترام کرتے ہیں لیکن انہیں اس وقت سخت مایوسی ہوتی ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ متحدہ مجلس عمل ایک غیر آئینی حکومت کو سترہویں ترمیم میں تعاون کے ذریعے آئینی حیثیت دے دیتی ہے۔ پھر بڑی سادہ لوحی سے اُس کے رہنما یہ کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ دھوکہ ہوا کہ صدر مملکت نے وردی اتارنے کا اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ نصف صدی سے زیادہ عرصہ ملکی سیاست میں رہنے کے باوجود یہاں جاری سیاست کو سمجھ نہیں سکے؟ کیا انہیں معلوم نہیں کہ جس طرح محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز سمجھا جاتا ہے اسی طرح ملکی سیاست میں بھی سب کچھ روا خیال کیا جاتا ہے۔ مجلس کی قلابازیوں پر لوگوں کی عقل دنگ ہے کہ کبھی لانگ مارچ کی باتیں کی جاتی ہیں، پھر اسے فراموش کر دیا جاتا ہے، کبھی استعفیٰ کی باتیں ہوتی ہیں لیکن پھر اسے حدود آرڈیننس میں ترمیمی بل کی منظوری سے منسلک کیا جاتا ہے اور پھر دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ اس بل کی منظوری کو موخر کر دیا جائے۔ کیا وہ عوام کو اتنا سادہ لوح سمجھتے ہیں کہ وہ ان کی وقت حاصل کرنے کی ان کی تدابیر کو سمجھ نہیں سکتے۔ عوام سادہ لوح ضرور ہوتے ہیں لیکن اتنے زیادہ بھی نہیں جتنا ہماری دینی سیاسی جماعتوں کے قائدین نے انہیں سمجھ رکھا ہے۔

اس ساری صورتحال کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام کا اعتماد تمام سیاسی پارٹیوں سے اٹھ چکا ہے۔ وہ سیاسی لیڈروں کی کال پر سڑکوں پر آنے کے لئے تیار نہیں۔ بات یہیں تک رہتی تو بھی غنیمت تھی، لیکن تشویشناک امر یہ ہے کہ اب ووٹ ڈالنے میں ان کی دلچسپی ختم ہوتی جا رہی ہے، جس کا اندازہ ایک اخباری رپورٹ سے لگایا جاسکتا ہے جو کچھ یوں ہے: ''کراچی میں انتخابی فہرستوں کی تیاری کا کام زور شور سے جاری ہے۔ تاہم شہریوں کی ایک بڑی تعداد انتخابی فہرستوں کی تیاری میں عدم دلچسپی کا مظاہرہ کر رہی ہے، جس کی وجہ سے الیکشن کمیشن کے عملے کو شدید مشکلات کا سامنا ہے، خاص طور پر ضلع جنوبی اور شرقی کے پوش علاقوں اور ضلع وسطی کے علاقوں ناظم آباد، نارتھ ناظم آباد، گلشن اقبال، گلستان جوہر اور دیگر علاقوں میں لوگ الیکشن کمیشن کے عملے سے بالکل تعاون نہیں کر رہے ہیں جس کے باعث ان علاقوں میں ووٹر لسٹوں کی تکمیل میں تاخیر کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔

الیکشن کمیشن کے عملے کے ساتھ بالخصوص نارتھ ناظم آباد بلاک این کی اکثریت کا رویہ انتہائی ناقابل برداشت ہے۔ یہاں اکثر گھروں میں عملے کو ایک سے زائد مرتبہ فارم دینا پڑا۔ لوگ مختلف بہانے تراش کر فارم بھر کر واپس دینے سے گریزاں ہیں۔ کبھی کہتے ہیں، فارم کھو گیا، کبھی کہتے ہیں، آپ نے دیا ہی کب تھا۔ اس کے علاوہ ڈیفنس، کلفٹن، پی ای سی ایچ ایس، بہادر آباد اور ملحقہ پوش علاقوں میں بھی الیکشن کے عملے کو اسی قسم کے رویئے کا سامنا ہے۔ صوبائی الیکشن کمشنر چودھری قمر الزماں نے اس سلسلے میں رابطہ کرنے پر بتایا کہ انہیں کراچی کے چند علاقوں میں عوام کی عدم دلچسپی کی وجہ سے شدید مشکلات کا سامنا ہے اور کئی روز گزر جانے کے باوجود لوگ الیکشن کمیشن کی جانب سے دیا گیا فارم پر کر کے واپس نہیں کر رہے۔ انہوں نے شہریوں سے اپیل کی کہ وہ انتخابی فہرستوں کی تیاری میں عملے سے تعاون کریں۔ ڈیفنس کے ایک رہائشی نے کہا کہ وہ اس لئے الیکشن کمیشن سے تعاون نہیں کر رہے کیونکہ انہیں انتخابی عمل پر اعتماد ہی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ووٹ کا اندراج کرنے کے بعد کسے ووٹ دیں؟ تمام سیاست دان ایک جیسے ہیں۔ ہمیں اب کسی پر اعتبار نہیں رہا۔ الیکشن کمیشن کے ذرائع کے مطابق اگر لوگوں کا رویہ تبدیل نہ ہوا تو آئندہ انتخابات کے لئے کراچی میں ووٹر لسٹوں کی تیاری کا کام تاخیر کا شکار ہو سکتا ہے۔''

کراچی میں شرح خواندگی سب سے زیادہ ہے اور جن علاقوں کی خبر میں نشان دہی کی گئی ہے اس میں اشرافیہ کا وہ طبقہ بھی مقیم ہے جو رائے عامہ کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ لوگوں کا جاری نظام پر سے اعتماد بالکل اٹھ چکا ہے، جو اس نظام کی ناکامی کی علامت ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہم نے یہ ملک اس لئے حاصل کیا تھا کہ یہاں اسلام کا نظام عدل اجتماعی نافذ کریں گے لیکن اس کے برعکس ہم نے اپنے پرانے آقاؤں کے اُسی نظام کو اختیار کیا جو انہوں نے ایک محکوم پر اپنا اقتدار برقرار رکھنے کے لئے بنایا تھا۔ انگریزوں کے جانشین ہمارے حکمرانوں نے بھی اسی لئے اس نظام کو اختیار کیا تاکہ انہیں عوام پر اپنا غلبہ و اقتدار قائم رکھنے میں سہولت ہو۔ گویا ہم نے انگریزوں سے آزادی تو حاصل کر لی لیکن اس کے نظام سے تاحال آزادی حاصل نہ کر سکے۔

اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے اس وعدے کو پورا کرنے کا اہتمام کریں جو تحریک پاکستان کے دوران ہم نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اور ملک میں اسلام کے نظام کے قیام کے لئے سنجیدگی سے غور کریں اور اس منزل کو حاصل (باقی صفحہ 17 پر)

گلی محلوں میں گانے بجانے کی کھلی آزادی

اور مساجد میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر پابندی

کیا لاؤڈ سپیکرز ساؤنڈ ایمپلی فائر آرڈیننس 1965ء اس کی اجازت دیتا ہے؟

محمد یونس ایڈووکیٹ

1965ء کے لاؤڈ سپیکرز ساؤنڈ ایمپلافائز آرڈیننس کا صحیح اطلاق نہ ہونے کی وجہ سے یہ عوام کو unidirectional نظر آتا ہے' جس کا ہدف خطباء اور آئمہ مساجد ہیں' جو آئے روز انتظامیہ کے ہاتھوں پریشانی کا شکار ہوتے ہیں۔ اور اس کی انتہا یہ ہے کہ مسلم دنیا کے نامور سکالر' انجمن خدام القرآن پاکستان کے صدر اور تنظیم اسلامی پاکستان کے بانی ڈاکٹر اسرار احمد کے خلاف بھی حکومت کے اشارے پر انتظامیہ نے مقدمہ درج کر دیا ہے۔ جبکہ اُن کے سننے والے لوگ جانتے ہیں کہ وہ فرقہ واریت کے سخت خلاف ہیں۔ تقریباً 40 برس سے قرآن مجید کی اعلیٰ سطح پر تعلیم و تبلیغ میں مصروف ہیں۔ مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں عرصہ دراز سے خطبہ جمعہ کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں' جہاں لاہور کا پڑھا لکھا طبقہ اُن کو باقاعدگی سے سنتا رہا ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد کے علاوہ امیر تنظیم اسلامی پاکستان حافظ عاکف سعید' بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ' مولانا عبدالرزاق اور دیگر بہت سے خطباء مساجد کے خلاف اس آرڈیننس کے تحت مقدمات درج کئے گئے ہیں جس کے نتیجے میں ان آئمہ اور علماء کو ملزم کی حیثیت سے سیشن کورٹ میں چکر لگانے پڑتے ہیں جن کو عوام تعجب سے اور دیگر ملزمان حوصلہ افزا جذبات سے دیکھتے ہیں۔

بلاشبہ قانون سب کے لئے یکساں ہوتا ہے لیکن اگر قانون کو مروڑ کر کسی خاص طبقہ کو زچ کرنے کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ سراسر زیادتی کا عمل ہے۔ اور اخلاق و انصاف کے تقاضوں کے بھی یکسر منافی ہے۔

1965ء کے لاؤڈ سپیکرز ساؤنڈ ایمپلافائر آرڈیننس کے منشا اور اس کے اغراض و مقاصد بہت واضح ہیں۔ جس کا ہدف عوام کو لاؤڈ سپیکر سے پہنچنے والی ذہنی اذیت سے محفوظ رکھنا' اور اس کے ذریعے منافرت' مذہبی فرقہ واریت اور عوام میں انتشار کو روکنا ہے۔ اس کا رخ صرف مساجد میں لاؤڈ سپیکر کو کنٹرول کرنا ہی نہیں بلکہ کوئی بھی آواز جس کو اونچا کر کے سپیکر سے transmitt کیا جائے' اس میں شامل ہے۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ہاں اس قانون کا اطلاق صرف خطیب مسجد ہی پر ہوتا ہے' جبکہ سارا دن گانے بجانے کی تکلیف دہ آوازیں بڑے بڑے ڈیکوں سے ہر گلی محلے میں گونج رہی ہوتی ہے۔ ہر خوشی کے موقع پر خواہ وہ شادی ہو یا منگنی' مہندی ہو یا رخصتی' سپیکر کی آواز گھروں تک ہی محدود نہیں رہتی بلکہ اس کے high volume سے گلی محلے گونج رہے ہوتے ہیں۔ اُس سے تعلیمی ادارے بچتے ہیں نہ عبادت گاہیں' نہ طالب علم پڑھ سکتے ہیں نہ مریض سکون حاصل کر پاتے ہیں۔ لیکن ان میں سے کتنے لوگوں کے خلاف FIR درج ہوتی ہے۔

یہاں تو کھیلوں اور میلوں کی کمنٹری بھی لاؤڈ سپیکر پر ہوتی ہے مگر کہیں FIR درج نہیں ہوتی۔ خود حکومت اور اُس کے عوامی نمائندے' سیاسی قائدین جلسے جلوسوں اور انتخابات اور غیر انتخابات کے دنوں میں سیاسی اجتماعات میں Powerfull sound amplifire استعمال کر کے اس آرڈیننس کی خلاف ورزی کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں مقدمہ صرف علمائے کرام' آئمہ مساجد ہی کا درج ہو تو ذہنوں میں سوال اُبھرتا ہے آخر علماء ہی کیوں؟

محترم قارئین لاؤڈ سپیکرز ساؤنڈ ایمپلافائر آرڈیننس کے حوالے سے بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بہت مناسب اور وقت کے تقاضے کے حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اور اس کا صحیح معنوں میں اطلاق ضروری ہے۔ اس آرڈیننس کی سیکشن (2) وضاحت کرتی ہے کہ کن کن مقامات پر لاؤڈ سپیکر کی آواز پہنچنا منع ہے۔ جن میں ہسپتال' تعلیمی ادارے' عدالتیں' عبادت گاہیں' عوامی جگہیں' نماز کے اوقات اور رہائشی علاقے شامل ہے۔

اسی سیکشن (2) کی ذیلی کلاز (2) میں اس ایکٹ کی استثنات کا تذکرہ ہے' جس کے مطابق:

(2) "Nothing in this section shall be applicable to the use of louds speakers or sound amplifiers for the purpose of Azan, Prayers, or of Khutba delivered on Fridays or at the time of Eid prayers in moderate tone."

یعنی اس آرڈیننس کا اطلاق نماز' اذان' خطبہ جمعہ' اور خطبہ عیدین پر نہ ہو گا جبکہ volume کو ضرورت کے مطابق معتدل رکھا جائے۔

ہمارے ہاں اس ایکٹ کے تحت جن علماء پر بھی مقدمہ درج ہوا ہے اُن سب کا جرم خطبہ جمعہ ہی قرار پایا ہے۔ ہمارا اعتراض یہ ہے کہ قانون میں گنجائش کے باوجود خطبہ جمعہ کی بناء پر علماء کے خلاف مقدمہ کیوں درج کیا جاتا ہے؟ اس کی بظاہر وجہ یہ کہ ہمارے ہاں عموماً خطبہ جمعہ صرف اُس کو سمجھا جاتا ہے جو امام صاحب عربی زبان میں deliver کرتے ہیں۔ باقی اردو والے حصہ کو تقریر کہتے ہیں' لیکن یہ درست نہیں۔ اور ہمارے غلط سمجھنے سے ''خطبہ جمعہ'' کی حیثیت میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو گی۔ اس میں ہمارے سمجھنے کا قصور ہے نہ کہ خطبہ جمعہ کی حیثیت کا۔

دین اسلام میں صلوٰۃ جمعہ کا جو تصور ہے اس میں خطبہ اور تقریر (Speach) اُس کا لازمی جز ہے۔ الفاظ کے بدلنے سے اس پر فرق واقع نہیں ہوتا۔ جو لوگ بھی نماز جمعہ ادا کرنے آئیں' انہیں کی زبان میں اُن کو قرآن و سنت سے وعظ و نصیحت کرنا خطبہ جمعہ کہلاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی زبان عربی تھی' سننے والے بھی عربی تھے' لہٰذا صلوٰۃ جمعہ میں اُن کو وعظ نصیحت عربی زبان میں کی جاتی تھی۔ اور آج بھی عرب ممالک میں عربی کی تقریر ہی کو خطبہ جمعہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں اہلحدیث مکتبہ فکر کے علماء تقریر کو خطبہ جمعہ کا حصہ تسلیم کرتے ہیں لہٰذا تقریر یا خطبہ جمعہ دو علیحدہ چیزیں نہیں ہیں۔ رہی بات لاؤڈ سپیکر کی آواز کی' تو یہ سامعین کے اجتماع پر منحصر کرتی ہے' جو کہ خطبہ سننے کے لئے آتے ہیں۔

حکومت کو چاہیے کہ خطبہٗ جمعہ یا اذان کی وجہ سے جن علماء کے خلاف مقدمات درج ہیں اُن کو فی الفور ختم کیا جائے اس آرڈیننس کا صحیح معنوں میں کثیر الجہتی (multidirectional) اطلاق کیا جائے۔ آج کل اس کو مزید موثر بنانے کے لئے اس کی سزا کو ایک ماہ سے بڑھا کر تین ماہ تک کرنے کی تجویز بھی زیر بحث ہے اور یہ ہونا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ جرمانے کی رقم کو بھی بڑھایا جائے۔ یقیناً ایک peaceful atmosphare [illegible]

روضۂ رسول اللہ ﷺ کو تباہ کرنے کا مذموم ارادہ

صلاح الدین ایوبی کو اللہ تعالیٰ نے گویا فتح بیت المقدس ہی کے لیے پیدا کیا تھا۔ مسلمان امراء کے ہاتھوں اُسے اپنے مقصودِ حیات کے حصول میں بے پناہ مشکلات پیش آئیں' لیکن وہ اِن سے ایک لمحے کے لیے بھی بددِل نہیں ہُوا' مگر بیت المقدس کی فتح کا خیال اُس کے روئیں روئیں میں بسا ہُوا تھا۔ نورالدین زنگی نے اُس پر جو احسانات کیے تھے' وہ اُن کو فراموش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ نورالدین کے اہلِ خاندان کے ساتھ وہ ایسا برتاؤ کرنا چاہتا تھا کہ دنیا اُس پر کبھی حرف نہ رکھے' لیکن نورالدین کے امراء نے' جن کو مصر پر صلاح الدین کا اقتدار کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا' حالات کو اُس کے لیے انتہائی مشکل اور ناسازگار بنا دیا۔ تاہم اُس کی دوراندیشی' تدبّر' حکمت عملی اور ہمت واستقلال نے روز بروز اُس کے ارادوں کی تائید کی۔ سب سے بڑی کامیابی اُسے یہ نصیب ہوئی کہ وہ مسلمان امراء جو اُس کی مخالفت میں عیسائیوں کے ساتھ ساز باز کرتے رہتے تھے' اُن میں سے اکثر اُس کے حامی بن گئے' اور جو مخالف رہ گئے' وہ بھی اُسے زیادہ نقصان نہ پہنچا سکے۔

رینالڈ عرف ہمفری

اُس زمانے میں رینالڈ چیٹیلان نے صلیبی جنگ کے لیے سر اُبھارا۔ یہ اُس شقی اور درندے کا نام ہے جس کے نزدیک عہد و پیمان' شرافت اور انسانیت کوئی چیز نہ تھی۔ مسلمان مورخ اُسے ہمفری کہتے ہیں۔ وہ فرانس سے لوئیس کی فوج کے ساتھ فلسطین آیا تھا اور انطاکیہ کے والی ریمنڈ کی فوج میں بھرتی ہو گیا تھا۔ ریمنڈ ایک لڑائی میں مارا گیا۔ اُس کی بیوہ کو اختیار دیا گیا کہ وہ اپنا نیا خاوند خود منتخب کرے' لیکن یہ خیال رکھے کہ اُسے فوج کی قیادت بھی کرنا ہے۔ حکومت کا بار اُس کے کاندھوں پر ہو گا۔ اکثر شہزادے' نامور امراء اور نائٹ وغیرہ اُس کے ساتھ شادی کرنے کے امیدوار تھے' لیکن خاتون نے کسی کو بھی پسند نہ کیا' اور پسند کیا تو اس مجہول النسب شخص رینالڈ عرف ہمفری کو۔ تمام عیسائی اِس عجیب انتخاب پر بہت حیران ہوئے۔

اِس درندہ صفت شخص نے سب سے پہلے اہلِ انطاکیہ پر ظلم و تعدی کیا۔ پھر اِدھر اُدھر حملے شروع کیے۔ نورالدین زنگی کی فوج نے ایک موقع پر اُسے پکڑ لیا اور وہ کئی سال تک قید میں رہا۔ عرصہ دراز کے بعد وہ قید سے رہا ہوا تو ریمنڈ کی بیوہ جس نے رینالڈ کے ساتھ شادی کی تھی' مر چکی تھی' اب وہ پھر یروشلم پہنچا اور کچھ روز کے بعد کرکوک کے عیسائی سردار کی بیوہ سے شادی کر لینے میں کامیاب ہو گیا اور پہلی شادی کی مانند اب بجائے انطاکیہ کے وہ کرکوک کا مالک ہو گیا۔ اس عورت کے پہلے خاوند کا نام بھی اتفاق سے ہمفری تھا' اس لیے ڈبل ہمفری ہونے کی وجہ سے اس کی طاقت بھی دوگنی ہو گئی۔ اُس نے کرکوک میں ٹمپلر فرقے کے بہت سے مسلح عیسائیوں کو جمع کر کے ایک لشکر بنا لیا اور عرب کی سرحد پر پے در پے حملے' غارت گری اور رہزنی شروع کر دی۔ یروشلم کے بادشاہ نے اِسی اثنا میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے ساتھ صلح کی تھی اور مسلمان اور عیسائی ایک دوسرے کی طرف سے کچھ عرصے کے لئے مطمئن تھے' لیکن بقول مورخ مچاڈ:

> ''کوئی چیز ہمفری کو ہتھیار رکھ دینے کی طرف مائل نہ کرتی تھی۔ وہ ہر روز کرکوک کے نواح میں تازہ حملے کرتا اور بربادی کا جال پھیلاتا تھا اور مسلمان حاجیوں کے کاروان جو مکہ کی طرف جاتے ہوئے اِسی راہ سے گزرتے تھے' اُن کو لوٹتا تھا۔ اقوام یا انسانیت کے حقوق کی اُس کو چنداں پروا نہ تھی۔ عورتوں اور بچوں کو قید کرتا تھا اور غیر مسلح آدمیوں کو بے دریغ قتل کرتا تھا۔''

> ہمفری نے لشکر بڑھا کر نہ صرف لُوٹ مار میں اضافہ کیا' بلکہ نئی صلیبی جنگ کی بھی دھمکیاں دینی شروع کیں' تو سلطان صلاح الدین نے پندرہ سو عیسائی' جو طوفان کے زور سے مصر کے ساحل پر جا پڑے تھے' پکڑ لیے اور دھمکی دی کہ اگر مسلمان حاجیوں کو نہیں چھوڑا جائے گا تو وہ بھی عیسائی قیدیوں کو نہیں چھوڑے گا'

والئ مصر صلاح الدین ایوبی نے یروشلم کے عیسائی بادشاہ بالڈون سے ہمفری کے رویے کی شکایت کی' لیکن بالڈون اِس معاملے میں بے اختیار تھا اور صلاح الدین کو کوئی اطمینان بخش جواب نہیں دے سکتا تھا۔ ہمفری نے لشکر بڑھا کر نہ صرف لُوٹ مار میں اضافہ کیا' بلکہ نئی صلیبی جنگ کی بھی دھمکیاں دینی شروع کیں' تو سلطان صلاح الدین کا مشتعل ہونا قدرتی بات تھی۔ اُس نے پندرہ سو عیسائی' جو طوفان کے زور سے مصر کے ساحل پر جا پڑے تھے' پکڑ لیے اور دھمکی دی کہ اگر مسلمان حاجیوں کو نہیں چھوڑا جائے گا تو وہ بھی عیسائی قیدیوں کو نہیں چھوڑے گا' مگر سلطان کی خواہشیں' بالڈون کی التجائیں اور عیسائی قیدیوں کی درخواستیں شقی القلب ہمفری اور اُس کے متعصب ٹمپلر سپاہیوں پر کوئی اثر پیدا نہ کر سکیں' جو ہمیشہ سے مسلمانوں کے ساتھ سخت تعصب روا رکھتے ہیں۔ سلطان کے پاس اِس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ رہا کہ آخر کار جنگ کے لیے تیار ہوا' اور تیسری دفعہ نیل کے ساحلوں سے فوج لے کر فلسطین میں داخل ہونے کے لیے نکلا۔

یروشلم میں عیسائیوں کی مجلس

صلاح الدین ایوبی کا خطرہ قریب ہونے پر صلیبیوں نے مسلمانوں کا حملہ روکنے کے لئے اپنی عسکری قوتیں مجتمع اور متحد کر لیں۔ یروشلم میں ایک بڑی مجلس منعقد ہوئی جس میں تمام اکابرین جمع ہوئے۔ اتفاق رائے سے سب پر ایک ٹیکس اِس غرض سے لگایا گیا کہ قلعوں اور شہروں کی فصیل بندی وغیرہ کی مرمت کی جائے۔ تمام عیسائی سردار' والیانِ ریاست' نائٹ اور جنگجو رضا کار مسلح ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے' لیکن ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا کہ صلاح الدین یروشلم پر فاتحانہ حملہ کرتا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنی ہر مہم میں صلیبیوں کی طاقت کو جانچتا اور آزماتا تھا اور جب کوئی سخت مقابلہ پیش آتا تھا تو بہتر موقع کے لیے صبر سے انتظار کرتا تھا۔ اُس نے اپنے نائب سالاروں کے ذریعے شہر گیلیلی فتح کرنے کے بعد بیروت کا محاصرہ کیا' لیکن اچانک اُس نے اپنی افواج کو ہٹا لیا اور اتابکوں سے جنگ کرنے پر متوجہ ہُوا' جو موصل اور جزیرہ کے بہت سے شہروں پر قابض تھے۔

روضۂ رسول ﷺ کو تباہ کرنے کا عزم

یہاں یہ حالات فرانس کے عیسائی مورخ مچاڈ کی عبارت سے ترجمہ کیے گئے ہیں' تا کہ یہ امر بخوبی ظاہر ہو جائے کہ اِن تمام خرابیوں اور خوں ریزیوں کے ذمہ دار عیسائی تھے اور سلطان نے محض دفاع کی خاطر مجبوراً ہتھیار اٹھائے تھے۔ ہمفری نے بے شمار بے گناہ حاجیوں' تاجروں اور اُن کی عورتوں اور معصوم بچوں کو قید کر لیا تھا اور اُن میں سے ہزارہا کو قتل کر دیا تھا۔ حاجیوں کا راستہ مستقل روک دیا تھا اور اِس پر اکتفا نہ کر کے اُس ملعون و مردود نے حجاز پر چڑھائی کرنے اور حرمین شریفین کو فتح کرنے اور کعبہ شریف اور مدینہ منورہ میں روضۂ رسول ﷺ کو تباہ کرنے کا مذموم ارادہ کیا تھا۔ اُس نے ہر طرف سے فوجیں روانہ کیں۔ سلطان ایوبی نے یہ دہشت ناک اطلاعیں سن کر بحری فوج تیار کی اور جہاز روانہ کیے اور خشکی پر شام سے لشکر بھیجا۔ صلیبی فوج رابغ کے مقام تک پہنچ گئی تھی' جب اسلامی فوج نے اُن کو جا لیا' اُن پر زبردست حملہ بولا۔ بہت سے صلیبی قتل ہوئے اور بہت سے فرار۔ سلطان ایوبی نے اپنے ایک خط میں' خلیفہ بغداد کو لکھا:

’’عیسائی ایک مکروہ امر کے مرتکب ہوئے تھے۔ انہوں نے جنگی جہاز تیار کر کے اُن کو جری سپاہیوں اور آلاتِ حرب اور سامانِ رسد سے پُر کیا اور یمن و حجاز کے ساحلوں پر چڑھائی کر دی اور دُور دُور تک پھیل گئے۔ اس علاقے کے لوگ سخت خائف ہوئے' بلکہ مکہ معظمہ کے لوگوں کو بھی تشویش لاحق ہوئی۔ مسلمانوں نے سمجھا کہ قیامت آ گئی ہے اور اللہ کا غضب اپنے بیت الحرام اور حبیب کے مقام' انبیائے سابقہ کی میراث اور اپنے نبی کریم ﷺ کے روضۂ مبارک کا نگہبان تھا' اور انہوں نے اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا۔‘‘

صلیبیوں کے دو مقاصد تھے۔ ایک تو وہ قلعہ ایلہ کو جو حجاز کے دہانے پر ہے' لینا چاہتے تھے۔ دوسرے اس سمندر میں' جو اُن کے ملک سے جُڑا ہُوا ہے' مداخلت چاہتے تھے۔ چنانچہ اُن کے ایک لشکر نے ایلہ کا قصد کیا کہ اہل شہر کو پانی سے محروم کر دیں۔ دوسرا لشکر یمن و حجاز کے ساحل کی طرف بڑھا تا کہ حاجیوں کو راستے ہی میں حج سے روکیں اور یمن کے تاجروں اور اہلِ عدن کو پکڑ لیں اور خوں ریزی کر کے سر زمین عرب میں فساد بر پا کر دیں۔

اُس زمانے میں سلطان ایوبی ابھی صرف عیسائیوں سے جہاد کرنے کے لیے فارغ نہیں تھا۔ حلب اور مُوصل سے ابھی اُسے فراغت نہیں ہوئی تھی۔ اس کے باوجود اُس نے عیسائیوں کے بھی حواس دُرست نہیں ہونے دیے۔ اس عرصے میں اُس نے آمد' حلب اور حارم فتح کیے۔ جہاد کے لیے وہ جس وقت کا منتظر تھا' وہ وقت آ گیا۔ رینالڈ ہمفری کے ناپاک اعمال سے اور خصوصاً حرمین شریفین کا قصد کرنے پر' سلطان صلاح الدین نے قسم کھائی تھی کہ اس شقی کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے گا۔ اُس کی بے چین طبیعت نے ایک دن بھی حلب میں آرام نہیں کیا۔ 22 ربیع الثانی کو ہفتے کے دن وہاں ٹھہرا اور دوسرے ہی روز نکل کھڑا ہوا اور متواتر کوچ کرتا ہوا 3 جمادی الاوّل کو دمشق جا پہنچا۔ 27 جمادی الاوّل تک جہاد کے لیے لشکروں کو آراستہ کر کے اور فوجی ساز و سامان درست کر کے دمشق سے روانہ ہو گیا۔ جالوت پر پہنچ کر اُس نے عیسائی لشکروں کے بارے میں اطلاعات اور خبروں پر غور کیا۔ جاسوسوں نے بتایا کہ عیسائیوں کی ایک بہت بڑی فوج تیار ہے۔ انگریز مورخ آرچر لکھتا ہے:

’’جب اٹلی کے سوداگروں نے مسلمانوں کے اِس حملے کا حال سُنا تو انہوں نے اپنے سفر کو ترک کر دیا اور بادشاہ کی فوج میں جا شریک ہوئے۔ ایک ہزار تین سو نائٹ (سوار) اور پندرہ ہزار سے زیادہ مسلح پیادہ فوج تھی۔ ان کے درمیان یورپ کے بڑے بڑے امراء تھے۔ ہنری ڈیوک آف لورین' ایلیف ڈی میلن' گائی ڈی نورگن' ریجنالڈ' بالڈون' بالین' ریجنالڈ آف سیڈن' والٹر آف قیصاریہ' جوسلن ڈی کورٹنی شامل تھے۔ مقام جالوت پر مسلمانوں اور عیسائی لشکر کا معرکہ ہوا۔ سلطان کی ہیبت نے صلیبیوں کے دلوں پر دھاک بٹھا دی۔ وہ میدان میں نکل کر لڑنے کی بجائے اپنے گرد ایک خندق کھود کر اُس کی پناہ میں صرف اپنی حفاظت کی کوشش کرنے لگے۔ مسلمانوں نے حملے کر کر کے اُن کو بہت اُکسایا کہ لڑائی کے لیے اُٹھیں' لیکن وہ کسی طرح جنگ کے لیے آمادہ نہ ہوئے۔ جب مسلمان فوج اُن کو ترغیب دینے کے لیے ذرا پیچھے ہٹ گئی تو یہ موقع غنیمت جان کر' مالِ غنیمت مسلمانوں کے لیے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سلطان نے کرکوک' نابلس اور سبطیہ کے قلعوں پر حملہ کر کے اُن کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور بعض مقامات کو نذرِ آتش کر کے خاک کر دیا۔ ہمفری نے بھاگ کر قلعہ کرکوک میں پناہ لی۔

سلطان ایک وقت میں ایک سمت میں مصروف نہیں رہ سکتا تھا۔ اُسے کئی کئی محاذوں پر لڑنا پڑتا تھا۔ سلطان کا بھائی ملک عادل اُس وقت مصر میں نائب السُلطان تھا۔ فتح حلب کے بعد اُس نے حلب کی حکومت طلب کی۔ یہ درخواست منظور کی گئی اور عادل کو شام میں بُلا لیا اور اُس کی جگہ تقی الدین کو مصر میں نائب السلطان مقرر کیا گیا۔ اس تقرر کے بعد سلطان نے اپنے بھائی عادل کو ساتھ ملا کر ایک ہی دفعہ کرکوک پر چڑھائی کی اور اُس پورے علاقے کو جس میں عیسائی مسلمان حاجیوں کو لوٹتے اور اُن کا راستہ بند کرتے تھے' ویران اور تباہ کر دیا۔ دریں اثنا خبر آئی کہ صلیبی فوجیں والہ کے مقام پر جمع ہو رہی ہیں۔ سلطان نے فیصلہ کیا کہ اُن کا مقابلہ کرنے کے لیے فوراً دمشق پہنچنا چاہیے۔

سلطان ایوبی کا ناکام حملہ

دمشق پہنچ کر صلاح الدین ایوبی کچھ تو انتظامی و حکومتی امور' حکام کے تبادلوں اور سفیروں سے ملاقاتوں وغیرہ میں مصروف رہا' کچھ بیماری کی وجہ سے عسکری امور پر توجہ نہ دے سکا۔ 1184ء بمطابق 580ھ کے آغاز میں اُس نے فیصلہ کیا کہ کرکوک پر ضرب کاری لگائی جائے۔ کیونکہ پچھلے سال کے حملے میں اُسے چنداں کامیابی نہ ہوئی تھی۔ اُس نے ملک عادل کو حلب سے اور تقی الدین کو مصر سے طلب کیا اور بعض اور مقامات سے بھی فوجیں طلب کیں اور 14 جمادی الاوّل کو کرکوک کا محاصرہ شروع کر دیا۔ منجنیقیں نصب کر دیں۔ مصر' شام اور جزیرہ کی مسلمان فوجیں متحد ہو کر محاصرہ پر جم گئیں۔ صلیبی بھی پورے یورپ سے نکل نکل کر اپنے سواروں اور پیادوں کا ایک لشکر جرار کے ساتھ کرکوک کی مدد کے واسطے آئے۔ صلیبیوں نے مصر' شام اور دوسرے مقامات کی طرف سے آنے والے راستوں کو بند کر دیا۔ سلطان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا کہ محاصرہ چھوڑ دیا۔ اس مرتبہ بھی کرکوک فتح نہ ہو سکا اور سلطان ناکام ہو کر دمشق واپس چلا گیا۔

1185ء (581ھ) میں سلطان کو سب سے بڑا کام موصل کا پیش آیا۔ حلب کے بعد موصل اب تک مطیع نہ ہوا تھا۔ موصل کی فتح کا ارادہ کیا تو ماہ رمضان حائل ہو گیا۔ روزے گزارنے کے بعد وہ حلب کو گیا اور وہاں لشکر ترتیب دے کر موصل کے محاصرے کے لیے بڑھا۔ اسی اثنا میں معلوم ہوا کہ خلاط کا حاکم شاہ ارمن فوت ہو گیا۔ یہ عیسائیوں کی ایک چھوٹی سی ریاست تھی۔ سلطان نے آگے بڑھ کر خلاط پر قبضہ کر لیا۔ اب موصل کا محاصرہ شروع کیا۔ اہل موصل کو باہر سے کوئی امداد نہ ملی تو انہوں نے مایوس ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ لیکن اُس زمانے میں ایک بڑی مصیبت یہ آئی کہ سلطان بیمار پڑ گیا اور سخت بیمار ہوا کہ جان کے لالے پڑ گئے۔ طبیبوں نے اُس کی زندگی کی طرف سے مایوسی ظاہر کر دی۔ بلکہ ایک دفعہ تو اُس کی وفات کی افواہ پورے ملک میں پھیل گئی۔ سلطان نے وصیت بھی لکھوا دی' مگر اللہ تعالیٰ نے رحم کیا اور اُس کی جان بچ گئی۔ سلطان طبیبوں کے مشورے کے مطابق مکمل آرام کی غرض سے دمشق چلا گیا۔

عیسائی مورخین نے سلطان صلاح الدین ایوبی کی طویل اور سخت علالت کے وقفے میں عیسائیوں کی جماعت اور اُن کی ریاستوں کی خامیوں اور خرابیوں کا جائزہ لیا ہے' کیونکہ سلطان کی صحت یابی کے بعد جن معرکوں کا تذکرہ ہوگا' اُن میں عیسائیوں کی کمزوریاں بھی شکست کا سبب بنی۔ عیسائیوں کی کمزوریاں بیان کرتے وقت انہوں نے شاید دل کی تسلی کے لیے یا عیسائیوں کی ہمت افزائی کے لیے سلطان ایوبی اور مسلمانوں کی کمزوریوں اور خامیوں کی بھی تفصیل بیان کی ہے۔ عیسائیوں کی سب سے بڑی کمزوری یہ بیان کی گئی ہے کہ اُن کے امراء میں نا اتفاقی تھی' حالانکہ اُن کی نا اتفاقی تو اُسی روز سے اُن میں موجود تھی جس روز سے انہوں نے مسلمانوں کی سرزمین میں بدنیتی سے قدم رکھا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کے علاقوں پر جو قبضہ کیا تھا وہ بھی مسلمانوں کی باہمی نا اتفاقی اور تفرقہ بازی کے سبب ہی کیا تھا' اپنی طاقت کے بل پر نہ کیا تھا۔ عیسائیوں کا صلیبی جنگوں کا مقصد ہوس ملک گیری کے سوا اور کچھ نہ تھا' اگرچہ اس مقصد کو ہوا دینے کے لیے وہ مذہب کا سہارا لیتے تھے اور یہ جادو عام عیسائیوں پر ضرور اثر کرتا تھا۔ مورخین کے نزدیک عیسائیوں کی سب سے بڑی کمزوری اُن کی بدکرداری تھی' مثلاً صور کا آرچ بشپ تحریر کرتا ہے کہ: ’’مقدس شہر یروشلم میں مشکل سے ایک بھی باعصمت عورت نہ پائی جاتی تھی۔ عیسائی نو آبادیوں کے سرگروہ اور نیز گرجا کے پادری اور عہدے دار بدکرداری اور شہوت رانی کی بدترین مثالیں قائم کرتے تھے۔‘‘ (جاری ہے)

✿✿✿

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

جہادوقتال فی سبیل اللہ

فضیلت و اہمیت

اہلیہ ڈاکٹر رفیع الدین

جہاد کا لفظ جہد سے نکلا ہے۔ جس کے لغوی معنی کوشش کرنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں ہر اس کوشش اور جدوجہد کو جہاد کہا جاتا ہے' جو دین اسلام کی حمایت' اشاعت' تحفظ اور سربلندی کے لئے کی جائے۔ بالفاظ دیگر وہ اللہ کی عطا کردہ وہ تمام نعمتیں خواہ ان کا تعلق جسم و جاں سے ہو یا مال و دولت سے یا علم و حکمت سے' ان سب کو اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت اور سربلندی کے لئے خرچ کرنے کا نام جہاد ہے۔ جہاد کی اہمیت پر سورۃ الصف میں فرمایا گیا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۱۰﴾ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾﴾

''اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتلاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے بچائے۔ (وہ یہ کہ) ایمان لاؤ اللہ پر اور اللہ کے رسول پر' اور جہاد کرو اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے' اگر تم اس بات کو سمجھو۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغہائے جنت میں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات میں جو بہشت ہائے جاودانی میں (تیار) ہیں' داخل کرے گا۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔''

سورۃ التوبہ میں فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ...... ﴿۱۱۱﴾﴾

''بے شک اللہ نے مومنوں سے اُن کے جان اور مال جنت کے عوض خرید لئے ہیں۔''

اور سورۃ الحجرات میں تو ایمان حقیقی کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ

''حقیقی ایمان والے صرف وہی لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اُس کے رسول ﷺ پر اور پھر شک میں نہ پڑے۔ اور وہ جہاد کرتے ہیں اللہ کے راستے میں اپنے مالوں کے ساتھ اور جانوں کے ساتھ۔ یہی لوگ ہیں جو اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہیں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہوا۔

﴿وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾﴾ (العنکبوت)

''اور جو کوئی جہاد کرتا ہے وہ اپنے نفس کے لئے جہاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو سارے جہان سے بے نیاز ہے۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: پہلوان وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو کر لے۔ ایک مرتبہ صحابہ ؓ کی جماعت لڑائی سے واپس تشریف لائی۔ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا: تمہارا آنا مبارک ہو۔ تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آئے ہو۔

بلاشبہ سب سے بڑا جہاد اپنی نفسانی خواہشات کو روکنا ہے۔ علوم و مسائل پر غور و فکر کرنا' لوگوں کو برائی سے روکنا اور نیکی کے کاموں کی تلقین کرنا یہ سب کے سب اعمال جہاد میں شامل ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

﴿وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾﴾

(الفرقان)

''اور اس (قرآن) کے ذریعے ان سے جہاد کیجئے' جو بڑا جہاد ہے۔''

اور فرمایا:

﴿وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ﴾

(الانفال:72)

''اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے۔''

اور ایسے لوگ جنہوں نے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے گریز کیا تو ان کو کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔

جہاد کے درجات میں سے ایک قتال فی سبیل اللہ ہے۔ یہ جہاد کی بلند ترین منزل ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ مسلمان کی جنگ اور قتال کا مقصود محض رضائے الٰہی اور دین کا غلبہ ہو' تب ہی یہ فی سبیل اللہ کہلا سکے گا۔ حدیث مبارکہ ہے:

ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور کہا کہ ایک شخص اس لئے جہاد کرتا ہے کہ مال غنیمت حاصل کرے اور ایک شخص اس لئے لڑتا ہے کہ شہرت حاصل کرے اور ایک شخص اس لئے لڑتا ہے کہ لوگ اس کی عزت کریں۔ ان میں کون اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے؟ فرمایا: جو اللہ کے دین کو سربلند کرنے کے لئے لڑے۔ (بخاری و مسلم)

جو شخص صرف اللہ کی رضا کے لئے لڑے اور اپنی جان قربان کرے اس کے متعلق آپؐ نے فرمایا کہ ''جس بندے کے پاؤں اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوئے ان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔'' (رواہ مسلم)

اور فرمایا: جو مسلمان جہاد میں شہید ہو جائے' اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں' سوائے قرض کے۔

سورۃ البقرہ میں قتال فی سبیل اللہ کے بارے میں فرمایا:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾﴾

''(مسلمانو) تم پر (اللہ کے راستے میں) لڑنا فرض کر دیا گیا۔ وہ تمہیں ناگوار تو ہوگا' مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو۔ اور (ان باتوں کو) اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

جب جہاد (قتال) کا اعلان ہو جائے تو جہاد سے اونچا اور افضل عمل اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جہاد ایک ایسا عمل ہے جس میں جان کی بھی قربانی دینی پڑتی ہے اور مال اور اوقات کا بھی انفاق کیا جاتا ہے۔

جہاد ایک ایسا عمل ہے جس سے حق غالب رہتا ہے' اور جہاد ہی وہ عمل ہے جس سے قوموں کو بقا اور سلامتی نصیب ہوتی ہے' دُنیا میں امن و سلامتی کی فضا قائم رہتی ہے۔ اور ظلم کا خاتمہ ہوتا ہے۔ جہاد کی یہی وہ اہمیت ہے جس کی بناء پر حق کے غلبہ کے مقدس مشن کی تکمیل کی غرض سے مسلمانوں کو جہاد و قتال کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسلام کو جو مومنانہ کردار مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ

اسلام کو اب ایسے مسلمان ہیں درکار
اِک ہاتھ میں قرآن ہو' اِک ہاتھ میں تلوار

✿✿✿

ہم نے ایٹم بم کیسے بنایا؟

لیفٹیننٹ جنرل (ر) زاہد علی اکبر خان

آج ہماری سرحدیں بنیادی طور پر ہمارے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی بصیرت اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی عبقری صلاحیتوں کی بدولت محفوظ و مامون ہیں۔

اگر بھٹو کو بے رحمی سے ختم نہ کر دیا جاتا تو وہ 1980ء کے عشرے میں جوہری صلاحیت حاصل کر کے پاکستان کو مسلم اُمہ کا لیڈر بنا دیتے اور تیل کی فروخت سے کمائے جانے والے اربوں ڈالرز کا رخ پاکستان کی جانب ہو جاتا۔ وہ فوج میں خاطر خواہ کمی کرنا چاہتے تھے کیونکہ جوہری پاکستان کی سرحدوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی کوئی بھی ہمت نہ کر سکتا۔ فوج کی کمی سے بچائی جانے والی رقم اور بیرونی سرمایہ کاری کی بدولت آج پاکستان کی حالت پوری دنیا کے لیے قابل رشک ہوتی۔

کسی قوم کی تاریخ میں ایسے مواقع کبھی کبھار آتے ہیں کہ اس کی تقدیر کا دھارا یکسر تبدیل کر دیا جائے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہوتی ہے کہ اس قوم کو عظیم لیڈروں کی قیادت بھی نصیب ہو جائے۔ ہماری تاریخ میں بھی دو ایسے مواقع آئے۔ پہلا اس وقت جب چین نے بھارتی فوج کو زچ کر کے رکھ دیا۔ یہ کشمیر حاصل کرنے کے لیے نہایت موزوں موقع تھا لیکن فیلڈ مارشل ایوب خان نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا چنانچہ کشمیر پر آج تک بھارت کا تسلط ہے۔

دوسرا سنہرا موقع 1980ء کے عشرے کے آغاز میں آیا جب ہم جوہری دھماکے کر سکتے تھے لیکن جنرل ضیاء الحق نے ایسا نہ ہونے دیا' کیونکہ انہیں خوف تھا کہ اس سے ایک سپر پاور ناراض ہو جائے گی۔ اس وقت میری رائے یہ تھی کہ افغانستان کی دلدل میں پھنسے ہونے کی وجہ سے وہ (امریکہ) اسے نظر انداز کر دے گا۔ میں جنرل ضیاء سے کہا کرتا تھا کہ بم کو زیر زمین چھپائے رکھنے کے بجائے نیوکلیئر صلاحیت ہونے کا اعلان کر دینا چاہیے لیکن وہ ہمیشہ ان خیالات کے اظہار پر میری سرزنش کر دیا کرتے تھے۔

ہمارے جوہری سفر کے کچھ ایسے نمایاں' اہم اور دلچسپ واقعات ہیں جو راز بھی نہیں رہے اس لیے ان میں قوم کو بھی شریک کیا جانا چاہیے۔

ہمارے ملک کے ایٹمی طاقت بننے کے سلسلے میں لوگوں کے مختلف نظریات ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ایک بڑے تاجر (سیٹھ) نے اس پروجیکٹ کے لیے بڑی مدد کی' کچھ کا کہنا ہے کہ لیبیا کے کرنل قذافی نے اس منصوبے کے لیے رقم فراہم کیں۔ یہ تمام افواہیں بے بنیاد ہیں۔ دراصل یہ خالصتاً قومی جدوجہد کا نتیجہ تھا۔

جب بھارت نے پہلا ایٹمی دھماکہ کیا تو ڈاکٹر قدیر خان نے' جو اس وقت یورپ میں کام کر رہے تھے' بھٹو سے رابطہ کیا اور جوہری تحقیق کے سلسلے میں اپنی خدمات پیش کیں۔ بھٹو نہایت زیرک دانش مند تھے' وہ فوراً قائل ہو گئے کہ بھارت کے جوہری طاقت بننے کے بعد ہمارے پاس واحد متبادل یہی ہے کہ ہم بھی پاکستان کی بقاء کے لئے جوہری طاقت حاصل کر کے بھارت کی بالادستی ختم کر دیں۔ انہوں نے ڈاکٹر اے کیو خان سے کہا کہ وہ پاکستان آنے سے پہلے ہر ممکن تکنیکی معلومات حاصل کر لیں۔ ڈاکٹر خان 1976ء میں پاکستان آ گئے۔ ڈاکٹر خان کی یادداشت زبردست تھی' اس لیے جو کچھ انہوں نے سیکھا تھا اسے لکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔

اس وقت میں پاک فوج میں بریگیڈیئر کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہا تھا۔ جنرل ضیاء الحق تازہ تازہ آرمی چیف بنے تھے۔ مجھے کہا گیا کہ میں جنرل ضیاء سے ملوں'

> **ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے مجھے بتایا تھا کہ تقسیم کے وقت جب وہ سر پر ایک صندوق رکھے پیدل پاکستانی سرزمین میں داخل ہوئے تو انہوں نے عہد کیا تھا کہ وہ پاکستان کو ناقابل تسخیر بنائیں گے**

اس پر مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ میں اس سے پہلے کبھی بھی ان سے نہیں ملا تھا۔ بہرحال میری ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو ایک اہم قومی منصوبے کے لیے ایک آرمی آفیسر کی خدمات چاہتے ہیں اور میں نے اس کے لیے آپ کا نام منتخب کیا ہے۔ مجھے ایک سویلین ذمہ داری قبول کرنے میں کچھ تامل تھا کیونکہ آرمی کے بڑے دھارے سے نکل کر عموماً ترقی کا عمل سست پڑ جاتا ہے۔ ضیاء الحق نے مجھے فیصلہ کرنے کے لیے ایک ہفتہ دیا۔ اگلی ملاقات میں بھی میرا جواب وہی تھا (کہ میں سویلین ذمہ داری قبول کرنا نہیں چاہتا)۔ اگر اس دن ضیاء الحق نماز پڑھنے کے لیے دوسرے کمرے میں نہ چلے جاتے تو میرا فوجی کیریئر ختم ہو جاتا۔ جنرل فیض علی چشتی' جن کے ساتھ میں کام بھی کر چکا تھا' اسی کمرے میں موجود تھے۔ انہوں نے مجھے سمجھایا کہ میں آرمی چیف کو انکار نہ کروں۔ چنانچہ جب ضیاء نماز پڑھ کر واپس آئے تو میں نے ان سے کہا کہ آپ جہاں چاہتے ہیں مجھے بھیج دیں لیکن میری ایک درخواست ہے کہ جب میں سویلین ذمہ داری ادا کر چکوں تو مجھے واپس فوج میں لے لیا جائے۔ انہوں نے اس سے اتفاق کر لیا۔

میں نے اس وقت اٹامک انرجی کمیشن کے سربراہ منیر احمد خان کو رپورٹ کیا۔ ہم نے راولپنڈی کی ایک خستہ سی عمارت میں اپنا کام شروع کر دیا۔ ہماری پہلی ترجیح اس منصوبے کے لیے کسی مناسب جگہ کی تلاش تھی' مختلف مقامات دیکھنے کے بعد بالآخر اس مقصد کے لیے کہوٹہ کا انتخاب کر لیا گیا۔ میں کم از کم اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ ایک مشکل کام تھا۔ آرمی سے مزید دو افسر لیے گئے اور ہم نے اس چھوٹی تنظیم کے ساتھ بلڈنگ کا ڈیزائن تیار کرنا شروع کر دیا۔ اس کام کے لیے ایک معروف انجینئرنگ کمپنی کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس کے سربراہ مسٹر ڈی سرتی اور ڈاکٹر اقبال واہلہ تھے۔

عمارت کے طرز تعمیر پر کافی بحث ہوئی۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ عمارت زیر زمین تعمیر کی جائے لیکن ہم نے ایک عام قسم کی صنعتی طرز کی عمارت تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ ہمیں بتایا گیا تھا کہ وزیراعظم کم از کم وقت میں تعمیری منصوبے کی تکمیل چاہتے ہیں ترجیحاً ایک سال کے اندر اندر۔

ہم نے بے سروسامانی کی حالت میں امیدوں اور خوابوں کی اس عمارت کا تعمیراتی کام شروع کر دیا۔ ہمارا لنچ اینٹوں کے ڈھیر پر لکڑی کی میز رکھ کر لگایا جاتا۔ خوراک بھی بالکل سادہ ہوتی' اس کے لیے چیزیں قریبی بازار سے ہی خریدی جاتیں' عام طور پر مقامی بازار سے نان اور دال خرید کر ہم لنچ کر لیا کرتے تھے۔

تقریباً دو ماہ کے بعد مجھے احساس ہوا کہ ڈاکٹر منیر احمد خان نے اٹامک انرجی کمیشن کے جو افسر تعینات کئے ہیں ان میں اور آرمی افسروں میں کافی چپقلش شروع ہو چکی ہے۔ ہر گروپ اپنی رائے کی بالادستی چاہتا تھا لیکن میں اس بات پر قائل ہوا کہ حتمی فیصلہ ڈاکٹر اے کیو خان کا ہونا چاہئے جو فنی باریکیوں سے آگاہ ہیں۔

میرے خدشات بے بنیاد نہیں تھے۔ تعمیری کام کو شروع ہوئے چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ڈاکٹر خان نے اپنی شدید ناراضی کا اظہار کیا اور مجھ سے کہا کہ میں نے اپنی فیملی کے ہمراہ واپس یورپ جانے کے لیے ٹکٹ خرید لیے ہیں۔ میں نے اس صورتحال سے آرمی چیف کو آگاہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ملاقات کے دوران جنرل ضیاء نے مجھ سے کہا کہ میں اسی وقت غلط فہمیوں کی ایک فہرست بنا دوں۔ یہ نوٹ وزیراعظم بھٹو کو بھیج دیا گیا' جنہوں نے بعد میں مجھے طلب کر لیا۔ میں اس سے پہلے بھی بھٹو سے مل چکا تھا' جب وہ ایوب خان کی کابینہ میں وزیر خارجہ تھے تو وہ میرے انکل جنرل برکی کے گھر آیا کرتے تھے اور میں

بھی اسی گھر میں مقیم تھا۔ بھٹو کا لہجہ تحکمانہ مگر نہایت شستہ تھا۔ میں نے انہیں اس منصوبے میں ہونے والی گڑبڑ کی تفصیل سے آگاہ کیا اور آخر میں تجویز دی کہ اگر وہ اس منصوبے کی تیز رفتاری سے تکمیل چاہتے ہیں تو اس آرگنائزیشن کا سربراہ ڈاکٹر اے کیو خان کو بنا دیں۔ اس کے علاوہ ہمیں مالیاتی اور انتظامی آزادی بھی دی جائے۔ اگر اس وقت میں یہ سب کچھ نہ کرتا تو پاکستان کی تاریخ مختلف ہوتی۔ وزیراعظم صورتحال کی سنگینی کو سمجھ گئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ اس منصوبے کی نگرانی کرنے والے سیل کا بہت جلد اجلاس بلائیں گے۔ آپ اس اجلاس میں ضروری تبدیلیوں کی درخواست کریں۔

یہ سیل تین سینئر ترین حکومتی عہدیداروں پر مشتمل تھا۔ اگلے ہی دن اجلاس ہوا جس میں سیل کے تین ارکان کے علاوہ ڈاکٹر منیر احمد خان اور ڈاکٹر اے کیو خان نے بھی شرکت کی۔ میں نے وزیراعظم کی ہدایت کے مطابق اجلاس کے شرکاء میں ایک کاغذ تقسیم کر دیا جس میں اس منصوبے کی تفصیل اور اس کی تکمیل کے لیے درکار مالی اور انتظامی آزادی کی ضرورت کو واضح کیا گیا تھا۔

میں نے اٹامک انرجی کمیشن کے افسروں اور ڈاکٹر اے کیو خان گروپ کے مابین اختلافات بھی بیان کر دیئے۔ میں نے اپنا عاجزانہ نقطۂ نظر پیش کرتے ہوئے بتایا کہ فنی معلومات ڈاکٹر اے کیو خان گروپ کے پاس ہیں اس لیے اس منصوبے کا سربراہ انہی کو بنا دینا چاہیے۔ ڈاکٹر منیر نے مجھ سے اختلاف کرتے ہوئے کہا میں حقائق کو مسخ کر رہا ہوں۔ میرے تیار کردہ کاغذات کے مطالعے اور طویل بحث و مباحثے کے بعد سیل کے ارکان نے کہا کہ میں نے اس قدر زیادہ اختیارات مانگے ہیں جو اس سے قبل کسی بھی ادارے کو نہیں دیئے گئے لیکن اصل نکتے کی بات بھی یہی تھی۔ دراصل اس سے قبل ہم نے اتنا زبردست منصوبہ بھی پہلے کبھی شروع نہیں کیا تھا' اس لیے ضروری تھا کہ اسے کسی بھی طرح کی انتظامی یا سیاسی مداخلت کے بغیر ہی پایۂ تکمیل کو پہنچایا جائے اور اسے مکمل طور پر خودمختار ہونا چاہیے۔

بھٹو اس منصوبے میں غیر معمولی دلچسپی لے رہے تھے اس لیے میرا خیال تھا کہ نگران سیل میرے مطالبات پر ہمدردانہ غور کرے گا۔ اس کے علاوہ چونکہ میں کسی سویلین ذمہ داری میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھتا تھا اس لیے میں نے یہ بھی گوش گزار کر دیا کہ اگر یہ اختیارات ہمیں نہ دیئے گئے تو پھر وہ میری جگہ کسی دوسرے فرد کا انتخاب کر لیں۔ آخر میں میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ہر ایک نے میرے تمام مطالبات سے اتفاق کر لیا۔

بھٹو جانتے تھے کہ مغربی طاقتیں کبھی پسند نہیں کریں گی کہ ایک اسلامی ملک جوہری صلاحیتیں حاصل کر لے۔ اس وقت کے امریکی وزیر خارجہ ڈاکٹر ہنری کسنجر نے پاکستان کو خبردار کیا کہ اگر جوہری صلاحیت حاصل کرنے کی کوشش کی گئی تو پاکستان کو ایک مثال بنا دیا جائے گا۔

بلاشبہ بھٹو نے بڑی مہارت سے اعلیٰ سیاسی کھیل کھیلا۔ انہوں نے بظاہر فرانس سے نیوکلیئر ری ایکٹر لینے کا تاثر جاری رکھا اور مغربی حکومتوں سے یہی کہتے رہے کہ ان کے نیوکلیئر پروجیکٹ کا تمام انحصار اسی ری ایکٹر پر ہے۔ ان باتوں کے پیش نظر ہر شخص مختلف اندازے لگا تا رہا اور اس دوران ہم رات دن ایک کر کے سنٹری فوج ٹیکنالوجی پر کام کرتے رہے۔ مغربی ممالک یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ پاکستان جیسا ایک پسماندہ ملک سنٹری فیوج ٹیکنالوجی بھی حاصل کر سکتا ہے۔

جوہری خواب کی تعبیر سامنے آنے تک کے سفر میں کئی ناقابل فراموش واقعات بھی رونما ہوتے رہے۔ قومی سلامتی اور رازداری کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ان میں سے چند میں اپنے قارئین کو شریک کرنا چاہتا ہوں۔

علاقے میں پانی کی قلت ہونے کے باعث اس منصوبے کی آبی ضروریات پوری کرنے کے لیے پانی کا ذخیرہ کرنے والا ایک ڈیم لازمی تھا۔ ہم نے مسٹر امجد آغا کی سربراہی میں کام کرنے والی نیسپاک انجینئرنگ کمپنی سے درخواست کی کہ وہ نو ماہ کے اندر یہ ڈیم تعمیر کر دے۔ وہ ہماری درخواست سن کر حیران ہوئے اور کہا کہ اس ڈیم کی تعمیر پر کم از کم دو سال لگیں گے اور چھ ماہ تو صرف تحقیقی کام کے لیے درکار ہوں گے۔ ہم نے ان سے کہا کہ اگر ہم آپ کو چھ ہفتوں کے اندر مطلوبہ معلومات فراہم کر دیں تو کیا پھر وہ یہ ڈیم نو ماہ میں مکمل کر دیں گے؟ انہوں نے پس و پیش کرتے ہوئے اس شرط پر کام شروع کرنے کی حامی بھری کہ انہیں کافی رقم پیشگی ادا کر دی جائے۔ ان کا خیال تھا کہ اتنی بڑی رقم کی ادائیگی کی منظوری حاصل کرنے کے لیے ہمیں کئی ماہ لگ جائیں گے لیکن اس وقت ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے اپنے سٹاف افسر کو چیک بک لانے کے لیے اور اسی وقت تیس لاکھ کا چیک کاٹ کر انہیں دے دیا جو اس وقت بہت بڑی رقم تھی۔ ہم نے منصوبے کے نگران سیل سے جو اختیارات حاصل کئے تھے ان کی وجہ سے کئی حیرت انگیز کام کر لیے گئے' انہیں میں سے ایک اس ڈیم کی تعمیر بھی تھی جو ایک سال میں مکمل کر لی گئی۔

منصوبے کی تمام عمارات کے لیے ایک جدید ایئرکنڈیشننگ یونٹ کی ضرورت تھی۔ ہم نے اس کے حصول کے لیے کراچی کی ایک ایئرکنڈیشننگ کمپنی کے مسٹر کاظمی سے رابطہ کیا۔ ڈیزائن مکمل کرنے کے بعد ہم نے مطلوبہ پلانٹ کی خریداری کے لیے امریکی کمپنی وسٹنگ ہاؤس کا نام شارٹ لسٹ کیا۔ جب ہم امریکہ کے شہر بالٹی مور میں اس پلانٹ کی تکنیکی تفصیلات پر بات چیت کر رہے تھے وسٹنگ ہاؤس کے پریذیڈنٹ نے اس کا ڈیزائن کرنے والے کا نام دریافت کیا' ہم نے انہیں بتایا کہ ایک پاکستانی انجینئر نے اسے ڈیزائن کیا ہے۔ اس نے حیرت سے میری طرف دیکھا اور کہا کہ میرے لیے یہ ماننا بہت مشکل ہے کہ ایک ترقی پذیر ملک اس طرح کا ڈیزائن بنا سکے۔ مسٹر کاظمی دوسرے کمرے میں تھے۔ میں نے انہیں بلایا اور امریکی کمپنی کے سربراہ کو بتایا کہ ان کی کمپنی نے یہ ڈیزائن تیار کیا ہے۔ مسٹر کاظمی نے انہیں بتایا کہ وہ اس وقت کراچی میں کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہ امریکہ میں بھی بڑی بڑی عمارات کے لیے کام کر چکے ہیں۔ بعد میں وہ ہمارے دوست بن گئے اور مجھ سے کہا کہ ''یہ کیسی بات ہے کہ آپ لاکھوں ڈالر مالیت کی چیز خریدنے کے لیے آئے ہیں لیکن خود ایک تھری سٹار ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔'' میں نے ان سے کہا کہ میرا ملک تھری سٹار ہوٹل کے اخراجات ہی ادا کر سکتا ہے۔

جنرل ضیاء نے کہوٹہ پروجیکٹ کا معائنہ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ میری نجی کار میں وہاں جائیں گے۔ چنانچہ میں نے انہیں آرمی ہاؤس راولپنڈی سے اپنی 1300 سی سی مزدا کار میں بٹھایا' ڈرائیور کو ساتھ نہ لیا اور کسی سکیورٹی سٹاف کے بغیر خود کار چلا کر انہیں کہوٹہ لے آیا۔ دورے کے دوران انہوں نے منصوبے میں غیر معمولی دلچسپی لی اور ڈاکٹر اے کیو خان اور ٹیم کے دیگر ارکان سے کئی سوالات پوچھے۔ ہم چار گھنٹے بعد کہوٹہ سے آرمی ہاؤس واپس پہنچے تو وہاں ایک ہنگامہ برپا تھا کیونکہ سیکیورٹی کا عملہ صدر کو تلاش کر رہا تھا اور وہ انہیں کہیں بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔

ایک دفعہ مجھ سے کہا گیا کہ میں سائنسدانوں کے ایک اہم وفد کو کہوٹہ لے جاؤں۔ دورے کے اختتام پر ایک ممتاز سائنسدان اور وفد کے سربراہ نے حیرت سے کہا وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ تیسری دنیا کے ایک ملک نے اتنی جدید ٹیکنالوجی کیسے حاصل کر لی۔ میں نے انہیں یقین دلایا کہ یہ کارنامہ ان درجن بھر سائنسدانوں کا ہے اور پورا پروجیکٹ 100 فیصد مقامی ہے۔

1980ء کے عشرے کے وسط میں جب میں راولپنڈی کا کور کمانڈر تھا' نصف شب کے وقت مجھے ایک ہنگامی ٹیلی فون کال آئی اور مجھے بتایا گیا کہ دشمن کا ایک طیارہ پاکستان کے شمال کی طرف جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے اور غالباً اس کا ہدف کہوٹہ ہے۔ اس وقت ہمیں خدشہ تھا کہ ایک دشمن ملک راولپنڈی ایئر پورٹ پر قبضہ کرے گا' وہاں مسلح فوجیوں کو اتارے گا' کہوٹہ کی طرف ایڈوانس کرے گا اور اسے تباہ کرنے کے بعد پرواز کر کے واپس چلا جائے گا۔ میں نے اس وقت اپنے لوکل کمانڈر بریگیڈیئر طارق کو بلایا اور صرف 20 منٹ کے ریکارڈ وقت میں راولپنڈی ایئر پورٹ کو محفوظ کر لیا۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ خدشہ بے بنیاد نکلا۔

جب پاکستان نے ایٹمی دھماکہ کیا تو بعض لوگوں نے اس کا کریڈٹ لینے کی کوشش کی۔ میں نے اصل صورتحال کی وضاحت کے لیے پریس میں چند مضامین بھی لکھے۔ اس منصوبے کے ساتھ براہِ راست اور بالواسطہ تعلق ہونے کی بناء پر میں کسی شک و شبہ کے بغیر کہوں گا کہ وہ واحد شخص جو اس کارنامے کا حقدار ہے وہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ تقسیم کے وقت جب وہ سر پر ایک صندوق رکھے پیدل پاکستانی سرزمین میں داخل ہوئے تو انہوں نے عہد کیا تھا کہ وہ پاکستان کو ناقابل تسخیر بنائیں گے۔ آج اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ان جیسا ایک محبِ وطن صرف پیسے کے لیے ملکی راز افشا کر دے۔ کتنی ستم ظریفی اور افسوسناک بات ہے کہ محافظ پاکستان' جس کی وجہ سے ہم سکون سے سوتے ہیں' دریائے سواں کے کنارے کسمپرسی کی زندگی گزار رہا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ ''ایکسپریس'')

☆ کیا کسی مسلمان کا مشرک عورت سے نکاح جائز ہے؟ ☆ امارت اور خلافت میں کیا فرق ہے؟

☆ کیا مسجد میں جماعت ثانی جائز ہے؟

☆ اگر کوئی شخص قرآن حکیم حفظ کر کے بھول جائے تو اُس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: امارت اور خلافت میں کیا فرق ہے؟ شرعی نقطۂ نظر سے وضاحت فرمائیں؟ (عبداللہ)

ج: امارت سے مراد نظم حکومت اور اس کو چلانے والے افراد یا ادارے ہوتے ہیں' جبکہ خلافت ''خلف'' سے ہے' جس کے معنی ''پیچھے یا پیچھے آنے کے ہیں۔'' ایک امیر کے بعد آنے والا امیر اس کی جگہ سنبھالتا ہے' یہ سارا عمل ''خلافت'' کہلاتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے جب نظام امارت میں نبی اکرم ﷺ کی جگہ سنبھالی تو اپنے آپ کو ''خلیفۃ رسول اللہ'' کہا۔

س: کیا مسجد میں باجماعت نماز کی ادائیگی کے بعد جماعت ثانی جائز ہے؟ (شریف اللہ)

ج: مسند احمد کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ صحابہ ؓ کو صبح کی نماز پڑھائی۔ جماعت کے ختم ہونے کے بعد ایک شخص مسجد میں آیا' تو آپؐ نے فرمایا' کون ہے جو اس پر صدقہ کرے۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے اس آدمی کے ساتھ دوبارہ جماعت سے نماز پڑھی۔

اس حدیث سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔

(1) جماعت ثانی جائز ہے۔

(2) ایک بار نماز پڑھنے کے بعد دوبارہ نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ اور یہ دوسری نماز نفل ہوگی۔

(3) اپنی نماز پڑھنے کے بعد کسی بھائی کے ساتھ پڑھ کر اس کو جماعت کا ثواب دلوانا صدقہ ہے۔

س: اگر کسی شخص کا اپنے والد کی زندگی میں انتقال ہو جائے تو کیا اُس کے بچوں کا دادا کی وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اگر یہ درست ہے تو کیا مرحوم کے بھائی بہنیں اپنی آزاد مرضی سے مرحوم کے ورثاء کو اُن کا وہ حصہ یا اُس کے بدلے رقم دے سکتے ہیں جس کے اُس صورت میں وہ حقدار ہوتے اگر اُن کے والد کا انتقال دادا سے پہلے نہ ہوا ہوتا؟ (روبی)

ج: تقسیم وراثت میں ایک نہایت اہم اُصول " **الا قرب فالا قرب**" ہے۔ لہٰذا میت کے بیٹوں کی موجودگی میں پوتا وارث نہیں بنتا۔ اگر تمام ورثاء کو ان کا اصل حصہ دے دیا جائے' پھر وہ اپنی آزاد مرضی سے اپنے حصے میں سے کچھ اپنے یتیم بھتیجے کو دے دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن وراثت کی تقسیم سے پہلے ہی یتیم بھتیجے کو وراثت میں شریک کرنا جائز نہیں ہے' چاہے تمام ورثاء اس پر رضامند ہی کیوں نہ ہوں۔ البتہ دادا اپنی زندگی میں اپنے مال کے ایک تہائی حصے میں سے پوتے کے حق میں وصیت کر دے تو یہ درست ہوگا۔

س: اگر کوئی مسلم مرد یا عورت کسی مشرک (غیر مسلم) سے شادی کرلیں تو کیا ان کے نکاح کا اعتبار کیا جائے گا؟ (نعیم اشرف بٹ)

ج: کسی بھی مسلمان مرد یا عورت کا کسی مشرک (غیر مسلم) سے نکاح جائز نہیں ہے' اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ علامہ ابن رشد اپنی معروف کتاب بدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں: **واتفقوا علی انه لایجوز للمسلم اَن ینکح الوثنیة** یعنی ''مسلمان علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسلمان مرد کے لیے بت پرست عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔'' مشرک عورت سے مسلمان مرد کا نکاح کرنا حرام ہے۔ اس کی دلیل قرآن کی درج ذیل آیت ہے: ﴿**وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ**ؕ﴾ ''اور (مومنو) تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو' یہاں تک کہ وہ ایمان نہ لائیں''۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں کو اہل کتاب کی عورتوں کے ساتھ جو کہ پاکدامن ہوں' نکاح کرنے کی اجازت دی ہے جبکہ مسلمان عورت کا نکاح نہ تو اہل کتاب کے ساتھ جائز ہے اور نہ ہی کسی مشرک کے ساتھ جائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿**وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا**ؕ﴾ (البقرہ: 221) ''اور (اسی طرح) اپنی عورتیں مشرکین کے نکاح میں نہ دو' یہاں تک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔'' اس مسئلے میں امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ موسوعۃ الاجماع میں ہے: ((**الاجماع علی تحریم نکاح الکافر للمرأۃ المسلمة**)) ''مسلمان عورت کا نکاح کافر سے حرام ہے' اس پر اجماع ہے۔''

س: اگر کوئی آدمی قرآن حکیم حفظ کر کے کوئی بھول جائے تو اُس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جبکہ اس نے کم عمری میں حفظ کیا ہو اور عمر میں چھوٹا ہونے کی نسبت سے پڑھائی میں یا کھیل کود میں لگ جائے' نیز اس کا حفظ کرنے کا کوئی ارادہ نہ ہو' بلکہ اس نے والدین کی مرضی سے حفظ کیا ہو (محمد اکرم)

ج: ہمارے ہاں حفظ قرآن حکیم کا رجحان بڑھ گیا ہے' جس کے بعض صورتوں میں نتائج اچھے نہیں نکل رہے۔ پہلی بات تو یہ کہ قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض نہیں ہے۔ بالعموم بچوں کو چھوٹی عمر میں حفظ کرا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن ان کی زبان پر تو آجاتا ہے جیسے کوئی ٹیپ ہوتا ہے' تاہم حفظ کا فہم قرآن سے کوئی تعلق سرے سے ہوتا ہی نہیں۔ بعد ازاں نوے فیصد بچے اِسے بھلا دیتے ہیں۔ سوائے اُن بچوں کے جن کا کوئی دینی مشغلہ باقی رہے۔ مثلاً کسی مسجد کے خطیب ہوں' امام ہوں' یا کسی دینی تحریک سے وابستہ ہوں اور درس قرآن دے رہے ہوں۔ لیکن جن بچوں کا یہ معاملہ نہیں ہوتا' اُن میں سے' کوئی میڈیکل میں چلا جاتا ہے' کوئی انجینئرنگ پڑھ رہا ہوتا ہے۔ اِس صورت میں بچے کے لئے حفظ کو برقرار رکھنا آسان کام نہیں ہوتا۔ بہر حال قرآن کو یاد کر کے بھلا دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس اعتبار سے والدین کو چاہیے کہ سوچ سمجھ کر بچے کو حفظ کرائیں۔ اگر حفظ کرایا ہے تو اُسے برقرار رکھنے کے لیے اپنی اولاد پر پورا دباؤ رکھیں۔

✿✿ضرورت رشتہ✿✿

☆ گوجرانوالہ میں رہائش پذیر دو لڑکیاں' عمر 34 سال اور 25 سال' تعلیم بی اے کے لئے دینی مزاج کے حامل لڑکوں کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: محمد یوسف بٹ

فون: 0554227557 0554210823

کالم ''تفہیم المسائل'' میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جا سکتے ہیں۔

اسرہ خوشاب و جوہرآباد کا سہ روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام

20 اگست کو اُسرہ جوہرآباد و خوشاب کے زیر اہتمام سہ روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام تشکیل دیا گیا۔ یہ پروگرام صبح نو بجے شروع ہوا۔ پروگرام کے ناظم اشرف وصی تھے۔ اس پروگرام میں خوشاب و جوہرآباد کے 10 رفقاء اور سرگودھا سے 12 رفقاء نے شرکت کی۔ پہلی نشست میں اشرف وصی نے اللہ کا بندہ بننے میں جو انفرادی رکاوٹیں پیش آتی ہیں ان کے سدباب کا طریقہ بتایا۔ یہ نشست نمازِ ظہر تک جاری رہی۔ اس کے بعد طعام و آرام کے لئے نمازِ عصر تک وقفہ کیا گیا۔ اس کے بعد خوشاب کے رفقاء نے دو دعوتی پروگرام خوشاب میں اور ایک جوہرآباد میں منعقد کروائے اور یہ پروگرام مختلف مساجد میں بعد از نمازِ مغرب ہوئے۔

21 اگست کو پروگرام صبح ساڑھے آٹھ بجے شروع ہوا۔ اس میں اشرف وصی صاحب نے منہج انقلاب نبوی ﷺ اور دوسرے تاریخی انقلابات کے درمیان فرق کو واضح کیا۔ یہ پروگرام دوپہر پونے دو بجے تک جاری رہا۔ بعد از نمازِ مغرب جامع مسجد دارالعرفان میں جوہرآباد کے رفقاء نے دعوتی پروگرام کا انتظام کیا' جس میں تنظیم اسلامی سرگودھا کے مقامی امیر ڈاکٹر رفیع الدین نے سورۃ النحل کے آخری رکوع کی پہلی پانچ آیات کی روشنی میں صراطِ مستقیم کی وضاحت کی۔

22 اگست کو دعوتی و تربیتی پروگرام کی تیسری نشست صبح پونے نو بجے شروع ہوئی۔ اس میں اشرف وصی صاحب نے اسلام کا نظریۂ حیات اور دوسرے نظریات باطلہ کے درمیان فرق کو واضح کیا اور اجتماعی زندگی میں اسلام کا نظام قائم کرنے کے لئے جن نظریات کے لوگوں سے واسطہ پڑ سکتا ہے ان کا توڑ عقلی و نقلی دلائل سے واضح کیا اور یہ نشست دوپہر ڈیڑھ بجے تک جاری رہی۔ بعد از ظہر کھانے سے فارغ ہو کر اس سہ روزہ پروگرام کی آخری نشست کا آغاز ہوا جو ایک گھنٹہ جاری رہی۔ پروگرام کے آخر میں ڈاکٹر رفیع الدین نے کہا کہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم نے جو کچھ سنا اور سمجھا ہے اس پر عمل کریں اور اسے دوسروں تک پہنچائیں۔ (رپورٹ: حافظ محمد زین العابدین)

سرگودھا میں سود کے خلاف مظاہرہ کی روداد

24 اگست 2006ء کو تنظیم اسلامی نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کرتے ہوئے پورے پاکستان میں سود کے خلاف بھرپور اور منظّم مظاہرے منعقد کیے۔ سرگودھا میں بھی یہ مظاہرہ بہت کامیاب اور مؤثر رہا۔ مظاہرے کے لئے بڑے سائز کے بینرز شہر کی مختلف مساجد میں لگانے کا پروگرام بنایا گیا۔ علاوہ ازیں 2000 ہینڈ بلز تیار کیے گئے۔ نقباء اور رفقاء کو تاکید کی گئی کہ اپنے احباب کو ضرور ساتھ لائیں تاکہ وہ تنظیم اسلامی کے تحت ہونے والے مظاہروں میں نظم و ضبط اور اجتماعیت کا مشاہدہ کر سکیں۔

24 اگست کو شام چار بجے تمام احباب و رفقاء نے بلاک نمبر 19 کی جامع مسجد اہلحدیث میں نمازِ عصر ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر ناظمِ مظاہرہ عبدالسمیع نے شرکاء کو تین گروپوں میں تقسیم کیا۔ ہر گروپ 8 شرکاء پر مشتمل تھی۔ ایک گروپ سڑک کے دائیں طرف جبکہ دوسرا سڑک کے بائیں طرف باہمی فاصلہ رکھتے ہوئے چل رہا تھا۔ ان دونوں گروپوں کے ہاتھوں میں پول بینرز تھے جن پر درج ذیل عبارتیں تحریر تھیں۔ ''سودی معیشت' یہودی معیشت'' ''تیرے مال میں جب تک سود ہے' تسبیح سب بے سود ہے۔'' ''سود سے عیاشی' ابتدائے فحاشی۔'' ''شیطان کے تین مہلک ہتھیار' سیاست میں جمہوریت' معاشرت میں فحاشی' معیشت میں سود''۔ ''انسانیت کے دشمن' سود' ہنود اور یہود''۔

تیسرے گروپ کے 6 شرکاء کے ہاتھوں میں ہینڈ بلز تھے جنہیں وہ راہگیروں خصوصاً دکانداروں میں تقسیم کر رہے تھے۔ ناظمِ مظاہرہ تنظیم کا پرچم اٹھائے آگے آگے چل رہے تھے۔

پاکستان میں خلافت کے قیام کے لئے جدوجہد کرنے والا یہ قافلہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کو ادا کرتا ہوا شہر کے مشہور اور گنجان آباد کاروباری علاقوں سے ہوتا ہوا واپس چوک بلاک 19 پہنچا۔ اختتامی دُعا کے ساتھ یہ مظاہرہ تکمیل کو پہنچا۔ (رپورٹ: عبدالخالق)

حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام شب بیداری

ماہ ستمبر کی شب بیداری کا آغاز 2 ستمبر بروز ہفتہ نمازِ عصر کے بعد شوکت اللہ شاکر کے بیان سے ہوا۔ موضوع تھا: ''دعوتِ دین کا نبویؐ طریقہ کار''۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے زمانے کے جتنے ذرائع ابلاغ میسر ہیں انہیں دعوتِ دین کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے طریقہ دعوت کو مثالوں کے ذریعے واضح کیا۔ نمازِ مغرب کے بعد ''ایمان کا اہم تقاضا: اقامتِ دین کی جدوجہد'' کے موضوع پر امیر حلقہ جناب محمد فہیم نے مفصل بیان کیا۔ آپ نے واضح کیا کہ ایمان اور جہاد لازم و ملزوم ہیں۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی پوری توانائیاں اور اوقات اقامتِ دین کی جدوجہد کے لیے لگا دیں۔ نمازِ عشاء کے بعد منفرد رفیق جناب رفیع الحق نے درسِ حدیث دیا۔ انہوں نے کہا باہمی محبت پیدا کرنے کے لیے رسول کریم ﷺ کی اس حدیث کو ہر وقت پیشِ نظر رکھنا چاہیے' جس میں سلام کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا نسخہ ہے جس پر عمل کر کے ہم دوسرے مسلمان بھائیوں کو اپنے نزدیک کر سکتے ہیں۔

درسِ حدیث کے بعد محترم گل رحمان نے ''نفاق کا مرض اور بچنے کی تدابیر'' پر بیس منٹ گفتگو کی۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اقامتِ دین کی جدوجہد کے لیے اجتماعیت میں بندھے ہوئے افراد کو اس مرض کے لاحق ہونے کا سب سے زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ اس کے علاج کے طور پر قرآن کو اس کے حقوق کے ساتھ پڑھنا اور انفاق فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ضروری ہے۔

راقم نے پچھلی سہ ماہی شب بیداری کی تجاویز کا خلاصہ پیش کیا۔ اس کے بعد رفیق اسرار الدین نے اپنا کلام پشتو میں پیش کیا' جس میں مسلمانوں کے موجودہ کردار اور آخرت کا ذکر تھا۔ حافظ امیر رحمان نے ''ایک رفیق کا کردار'' پر گفتگو کی اور کہا کہ ہمیں وہ صفات اپنانی چاہئیں جو صحابہ کرامؓ میں موجود تھیں' جن کے باعث اسلام دُنیا کے بہت بڑے علاقے پر غالب ہو گیا۔ بعد ازاں مرکز کی طرف سے بانئ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے بھیجے گئے آڈیو کیسٹ سنائے گئے۔

رات ساڑھے گیارہ بجے آرام کا وقفہ ہوا۔ صبح نمازِ فجر کے بعد جناب حبیب علی نے سورۃ الماعون کا درس دیا اور رفقاء پر زور دیا کہ اپنی نمازوں میں خشوع پیدا کریں۔

درسِ قرآن کے بعد حفظ و تجوید کی تصحیح کے لئے رفقاء کو مختلف ٹولیوں میں تقسیم کیا گیا۔ اختتامی خطاب میں امیر حلقہ نے رفقاء کو پانچ باتوں کی تاکید کی۔ احتسابی رپورٹ روزانہ پُر کریں' انفاق فی سبیل اللہ باقاعدگی سے دیں' نصاب کی کتب ضرور پڑھیں۔ رسائل ندائے خلافت و میثاق کا مطالعہ ضرور کریں' اور اجتماعات میں اپنی حاضری کو یقینی بنائیں۔ دُعا پر شب بیداری کا اختتام ہوا۔ (مرتب: احسان الودود)

حلقہ سندھ زیریں کے زیر اہتمام ماہانہ شب بیداری

حلقہ سندھ زیریں کے زیر اہتمام شب بیداری کا انعقاد 9 ستمبر' قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں ہوا۔ نو بجے شب پروگرام کے آغاز میں انجینئر نعمان اختر نے ''فکرِ اقبال کی روشنی میں حالاتِ حاضرہ اور ہماری قومی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ رات کے پہلے سیشن کا دوسرا پروگرام اعجاز لطیف صاحب کے تذکیری بیان پر مشتمل تھا۔ انہوں نے رمضان المبارک کی آمد کے حوالے سے گفتگو کی۔ تقریباً گیارہ بجے لوگوں کو سونے کا وقفہ دیا گیا۔ صبح چار بجے تہجد کے لیے جگایا گیا۔ رفقاء نے نمازِ تہجد ادا کی۔ پانچ بجے انجینئر نوید احمد نے وضو کے مسائل کے بارے میں بتایا۔ پونے چھ بجے فجر کی نماز ادا کی گئی۔ نماز کے بعد تقریباً ساڑھے چھ بجے پر لانڈھی تنظیم کے رفیق محمد ہاشم نے تذکیر بالقرآن میں سورۃ البلد کے ذریعے تذکیر کی۔ اس میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ اقامتِ دین کی جدوجہد میں اگر انسانی ہمدردی نہیں ہے' تو یہ جدوجہد حقیقی جدوجہد نہیں۔

تقریباً پونے سات بجے شب بیداری کا کوئز پروگرام شروع ہوا۔ اس بار عزمِ تنظیم کتابچے سے سوالات تیار کئے گئے تھے۔ اس پروگرام میں 10 ٹیموں نے شرکت کی۔ یہ پروگرام فائنل تھا۔ پروگرام کے بعد نسیم الدین صاحب نے مقابلے کے کامیاب نقباء میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

اگلا پروگرام سوا آٹھ بجے صبح شروع ہوا۔ اس کا موضوع تھا: ''جہاد فی سبیل اللہ''۔ اس پروگرام میں شجاع الدین شیخ نے جہاد کا مفہوم' غلبہ دین کے لیے جہاد کی فرضیت' فرائض دینی کی عمارت کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کے تعلق کی وضاحت کی۔ اس کے بعد انجینئر نوید احمد نے رمضان المبارک کے حوالے سے گفتگو کی۔

امیر حلقہ سندھ زیریں نسیم الدین صاحب نے اختتامی کلمات ارشاد فرمائے اور کچھ اعلانات کیے۔ (رپورٹ انصار احمد)

بقیہ: اعتماد سازی

کرنے کے لئے ایک متفقہ لائحۂ عمل تیار کریں۔ اِسی ظالمانہ اور جابرانہ نظام کا شاخسانہ ہے کہ ہم آزادی کی ربع صدی بھی پوری نہ کرپائے تھے کہ ہمارا اکثریتی علاقہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ بلوچستان کی موجودہ صورتحال بھی اسی طرف جارہی ہے اور اکبر بگٹی کی رحلت کے بعد سندھ میں جو شدید ردعمل ہوا ہے اس سے قوی اندیشہ یہ ہے کہ بلوچستان کو لاحق اس متعدی بیماری کی لپیٹ میں سندھ بھی آسکتا ہے۔ کیا ہم بھول گئے کہ جنگ کے بعد جو نعرہ باقی ماندہ پاکستان میں لگایا گیا وہ جئے سندھو دیش ہی کا تھا۔

وطن عزیز اس وقت اپنی تاریخ کے سنگین ترین دور سے گزر رہا ہے اور یہ چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغے میں ہے۔ اس صورتحال سے ملک کو نکالنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے پکاریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنی مدد کو اپنے دین کی مدد کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ یعنی ہم اس کے دین کے غلبہ کے لئے کمر ہمت کسیں گے تو ہمیں اس کی مدد حاصل ہوگی۔ وگرنہ اس نے یہ بھی واضح کردیا ہے کہ اگر وہ تم پر سے اپنی مدد کا ہاتھ اٹھالے تو کون ہے جو تمہاری مدد کرسکے۔ (سورۂ آل عمران)

اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں سمیت تمام اہل وطن کو حالات کی سنگینی کا ادراک عطا فرمائے اور ہمیں اپنے وعدے کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

****

اطلاع

مسجد الغنی D/147 ' شاہ فیصل سٹریٹ نزد شیخ سویٹ' اندرون لوہاری گیٹ' لاہور میں نماز تراویح عالمی ایوارڈ یافتہ قاری سید البیق شاہ بخاری پڑھائیں گے۔ جبکہ تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمۂ قرآن کی ذمہ داری عمران حمید انجام دیں گے۔

شہر کراچی میں دورۂ ترجمۂ قرآن کے مقامات

نماز تراویح کے ساتھ

1	ڈیفنس فیز 6	مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، خیابانِ راحت، درخشاں	جناب محمد نعمان
2	یاسین آباد	قرآن اکیڈمی یاسین آباد، بلاک 9، فیڈرل ''بی'' ایریا	جناب عثمان کاظمی
3	سوسائٹی	گلستانِ انیس کلب، نزد ہل پارک چورنگی، مین شہید ملت روڈ	جناب اعجاز لطیف
4	PIB کالونی	PIB لان (بس روٹ نمبر 8 کا آخری اسٹاپ)	انجینئر نوید احمد
5	نارتھ ناظم آباد	نوبل پوائنٹ شادی ہال، نزد یحییٰ حسن چورنگی	انجینئر نعمان اختر
6	گلشن اقبال	فاران کلب، نزد نیشنل اسٹیڈیم، بالمقابل مشرق سینٹر (زیر اہتمام فاران کلب انٹرنیشنل)	جناب عامر خان
7	کورنگی	قرآن مرکز کورنگی، متصل جامع مسجد طیبہ، سیکٹر 35-A، کورنگی نمبر 4	جناب سراج احمد
8	گلستانِ جوہر	بسم اللہ بلز، نزد ہل ٹاپ لان، بلاک 17، گلستانِ جوہر	جناب شجاع الدین شیخ
9	ملیر	خالد مصطفیٰ ہال، MC-250-C، گرین ٹاؤن، متصل شاہ فیصل کالونی نمبر 3	مفتی طاہر عبداللہ صدیقی
10	نارتھ کراچی	گلشن سعید لان، سیکٹر 5-B/3، بلال ٹاؤن اسٹاپ	جناب نوید مزمل / جمیل احمد صاحبان
11	اورنگی ٹاؤن	مکان نمبر 174، بلاک J-1، سیکٹر 4/F، مجاہد کالونی	حافظ عمیر انور

نماز تراویح کے بعد

1	ڈیفنس فیز 2	قرآن سینٹر، مکان نمبر 1-A/1، متصل ڈیفنس لائبریری	ڈاکٹر محمد الیاس
2	لانڈھی	مکان نمبر 6/3، سیکٹر 37-C، نزد نورانی مسجد، لانڈھی نمبر 4	جناب محمد ہاشم
3	گلزارِ ہجری	قرآن مرکز، R-20، پائینیر فاؤنٹین، فیز 2، KDA اسکیم 33	انجینئر فیصل منظور
4	برنس روڈ	فلیٹ نمبر 2، گراؤنڈ فلور، سولانی مینشن، گلی نمبر 4، بالمقابل مدینہ مسجد	جناب محمد سلیم الدین
5	گارڈن	فلیٹ نمبر 411، چوتھی منزل، APWA کمپلیکس، گارڈن روڈ، بالمقابل IBA	جناب شاہد حفیظ
6	کینٹ اسٹیشن	عسکری III جامع مسجد، اسکول روڈ نزد کینٹ اسٹیشن	جناب محمد رضوان / اسعد رضوی

(درجِ بالا پروگراموں میں خواتین کے لئے شرکت کا باپردہ اہتمام ہے)

مزید تفصیلات کے لئے رابطہ فرمائیں: 4993464-5 ، 5340022-3

رمضان المبارک کی خصوصی پیشکش

بیان القرآن
قرآن مجید کا ترجمہ اور مختصر تشریح

مقرر
ڈاکٹر اسرار احمد
صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن و بانی تنظیم اسلامی

14 DVDs میں 1200 روپے کے بجائے صرف 900 روپے میں

مکتبہ خدام القرآن 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 5869501-3

جنرل اسمبلی میں بش کی رسوائی

پچھلے دنوں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا سالانہ اجلاس ہوا جس میں دنیا بھر سے سربراہان مملکت شریک ہوئے۔ اس اجلاس کی خاص بات یہ تھی کہ بیشتر مہمانوں نے میزبان ملک خصوصاً اس کے صدر کو آڑے ہاتھوں لیا۔ ان میں وینز ویلا، ایران، بولیویا اور برازیل کے صدور قابل ذکر ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس اجلاس میں امریکا کی جو مٹی پلید ہوئی ایسی پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔

امریکا اور اس کے صدر پر سب سے خطرناک حملہ وینز ویلا کے صدر، ہیوگو شاویز نے کیا۔ انہوں نے دوران تقریر کہا "پچھلے دنوں یہاں ایک شیطان (بش) نے تقریر کی تھی۔ مجھے اب بھی یہاں سے سلفر (گندھک یعنی بارود) کی بو آرہی ہے۔" انہوں نے پھر عیسائیوں کا مخصوص اشارہ کیا اور یوں اوپر دیکھا جیسے خدا سے مدد مانگ رہے ہوں۔ یہ دیکھ کر ہال میں بیٹھے کئی لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی اور کئی ایک نے انہیں سراہا بھی۔ شاویز نے بعد ازاں نیویارک کے غریب ترین علاقے ہارلیم کا دورہ کیا، جہاں عموماً حبشی بستے ہیں۔ انہوں نے وہاں کے مکینوں سے وعدہ کیا کہ وہ انہیں سستا تیل فراہم کریں گے۔ وہاں بھی شاویز نے بش کو "شرابی کبابی" اور "بیمار آدمی" جیسے خطابات دیئے۔

بولیویا کے صدر، ایوموریلس نے بھی انوکھا خطاب کیا۔ وہ کوکا کا پتہ پکڑے ڈائس پر آئے جس کے استعمال پر امریکا میں پابندی ہے تاہم وہ بولیویا میں سر عام کھایا جاتا ہے۔ دراصل مورلیس یہ احتجاج کرنا چاہتے تھے کہ امریکی نامناسب طریقے سے منشیات کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں۔

ایرانی صدر احمدی نژاد نے صدر بش کو ذاتی تنقید کا نشانہ نہیں بنایا، مگر بش انتظامیہ پر تابڑ توڑ حملے کیے۔ انہوں نے امریکا اور اس کے چمچے برطانیہ کو زور زمین کی ہوس میں گرفتار طاقتیں قرار دیا جو اپنی بد نیتی پر مبنی پالیسیوں کے ذریعے دیگر ممالک کو اپنا غلام بنانا چاہتی ہیں۔ ایرانی صدر نے اپنی تقریر میں یہ نکتہ واضح کیا کہ ایران کے کئی مخالفوں نے جنگی مقاصد کے لیے اپنی ایٹمی ٹیکنالوجی استعمال کی ہے اور کچھ تو اُسے انسانیت کے خلاف استعمال کرنے کے مجرم ہیں۔

برازیلی صدر، لوئز لولا نے امریکا پر تنقید کرتے ہوئے کہا "امریکا عراق اور افغانستان میں جاری جنگوں پر اربوں ڈالر خرچ کر چکا ہے مگر اس کا فائدہ کیا ہوا؟ کیا بہتر نہ تھا کہ یہ رقم دنیا سے غربت، جہالت اور بیماریاں دور کرنے کے لیے استعمال کی جاتی؟" صدر لولا نے مزید کہا کہ مشرق وسطی کے مسائل سے جس طرح نمٹا جا رہا ہے اس نے اقوام متحدہ کی عزت اور ساکھ کو بڑا نقصان پہنچایا ہے۔

حزب اللہ کا جشن فتح

پچھلے جمعہ لبنان کی جماعت، حزب اللہ نے اسرائیل کے خلاف فتح پر ایک جلسہ منعقد کیا جس سے جماعت کے سربراہ، شیخ حسن نصر اللہ نے بھی خطاب کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ دوران جنگ حزب اللہ کی جو فوجی طاقت کم ہوئی تھی، وہ دوبارہ حاصل کر لی گئی ہے اور اب بھی اس کے پاس بیس ہزار راکٹ یا میزائل ہیں۔ یاد رہے کہ حزب اللہ نے اسرائیل سے چونتیس روزہ لڑائی کے دوران مخالفین پر چار ہزار راکٹ پھینکے تھے۔ شیخ حسن نصر اللہ نے جنوبی لبنان میں تعینات ہونے والی بین الاقوامی امن فوج کو خبردار کیا کہ وہ حزب اللہ کو غیر مسلح کرنے کی کوششیں نہ کرے۔ ان کا کہنا ہے کہ دنیا کی کوئی فوج ہمیں تحریک مزاحمت ختم کرنے یا ہتھیار پھینکنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ جلسے میں ہزاروں افراد نے شرکت کی جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ لبنان میں حزب اللہ کی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ اب ہو سکتا ہے کہ لبنانی حکومت میں اس کے وزراء کی تعداد دو سے بڑھ جائے۔

ایران کی دھمکی

عراق ایران جنگ کے خاتمے کی سالگرہ کے موقع پر پچھلے دنوں تہران میں ایک فوجی پریڈ ہوئی جس کے مہمان خصوصی قائم مقام ایرانی صدر، پرویز داؤدی تھے۔ اس موقع پر ایرانی فوج نے شہاب سوم میزائل کی بھی نمائش کی گئی، جو اسرائیل تک مار کرتا ہے۔ اس مرتبہ شہاب سوم اور دیگر میزائلوں پر اسرائیل و امریکا مخالف نعرے درج نہیں تھے۔ پچھلے سال پریڈ میں موجود یورپی سفارت کار وہ نعرے دیکھ کر احتجاجاً اٹھ کر چلے گئے تھے۔

پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے پرویز داؤدی نے امریکا اور اس کے حواریوں کو خبردار کیا کہ اگر ایران پر حملہ ہوا، تو اس کا سخت جواب دیا جائے گا۔ ہم امن چاہتے ہیں لیکن ہماری طرف اگر کسی نے میلی نظر سے دیکھا، تو اُسے جھکانا بھی جانتے ہیں۔

فلسطین کی متحدہ حکومت خطرے میں

11 ستمبر کو حماس اور الفتح فلسطین اتھارٹی میں متحدہ حکومت قائم کرنے کے سلسلے میں متفق ہو گئی تھیں لیکن آنے والے حالات نے اس کا قیام مشکل بنا دیا ہے۔ نیویارک میں جنرل اسمبلی کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فلسطینی صدر، محمود عباس نے کہا کہ جو بھی نئی فلسطینی حکومت آئے گی، وہ ماضی میں اسرائیل کے ساتھ کیے گئے معاہدوں کا احترام کرے گی۔ ان معاہدوں میں یہ نکتہ بھی شامل ہے کہ اسرائیل کو بحیثیت مملکت تسلیم کر لیا جائے گا۔

اس تقریر کے فوراً بعد وزیر اعظم اسماعیل حانیہ اور حماس کے دیگر رہنماؤں نے اسرائیل کو تسلیم کرنا خارج از امکان قرار دیا۔ حماس کا کہنا ہے کہ وہ ایسی کسی متحدہ حکومت میں شامل نہیں ہو گی جو اسرائیل کو تسلیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہو۔ وزیر اعظم کا کہنا ہے کہ طویل المدتی امن معاہدے کے ذریعے وہ تمام مقبوضہ علاقوں میں فلسطینی ریاست کے قیام پر متفق ہے لیکن بدلے میں اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا جائے گا کیونکہ تمام اسرائیلی علاقہ بالآخر فلسطینی ریاست میں شامل ہونا ہے۔

اُدھر اطلاع ملی ہے کہ مسئلہ فلسطین حل کرنے کے سلسلے میں اسرائیل اور سعودی عرب کے مابین خفیہ مذاکرات چل رہے ہیں۔ یاد رہے کہ مارچ 2002ء میں سعودی عرب کے موجودہ شاہ عبداللہ نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ اگر اسرائیل ان تمام علاقوں سے نکل جائے جس پر اس نے 1967ء کی جنگ میں قبضہ کیا تھا، تو اُسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

طالبان کی جنگی حکمت عملی

ماہرین کا کہنا ہے کہ 2002ء میں طالبان اس لیے امریکی فوج اور اس کے پٹھوؤں کا مقابلہ نہیں کر پائے کہ انہوں نے کوئی جنگی حکمت عملی نہیں اپنائی تھی۔ لیکن اب وہ شمالی افغانستان میں ایک نہیں، کئی جنگی حکمت عملیاں اپنا کر نیٹو کی فوج سے نبرد آزما ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف طالبان کو کامیابیاں ملی ہیں بلکہ انہوں نے سخت مزاحمت کر کے غیر ملکی افواج کو حیران و پریشان کر دیا ہے۔

افغانستان میں برسر پیکار نیٹو کے کمانڈروں کا کہنا ہے کہ طالبان نے قندھار کے علاقے میں وہ جنگی حکمت عملی اپنائی ہے جو پہلی جنگ عظیم میں اتحادیوں نے استعمال کی تھی۔ وہ خشک نہروں اور دریاؤں سے خندقوں کا کام لے رہے ہیں نیز انہوں نے اپنی چوکیاں بنکروں میں قائم کی ہیں۔ مثلاً ایک ایسا تنور تباہ کیا گیا جس میں طالبان نے مارٹر نصب کر رکھا ہے۔ اس گوریلا جنگ کے باعث طالبان نیٹو فوجیوں پر اچانک حملے کرنے میں کامیاب ثابت ہو رہے ہیں۔

اُدھر فرانس نے مزید فوجی افغانستان بھیجنے سے انکار کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ پچھلے دنوں طالبان کی سخت مزاحمت کے باعث افغانستان میں نیٹو کے کمانڈر نے رکن ممالک سے مزید فوجی بھیجنے کی درخواست کی تھی۔ پولینڈ کا کہنا ہے کہ اس کے ایک ہزار فوجی اگلے سال آسکیں گے۔ رومانیہ نے 200 فوجی بھجوانے کی ہامی بھری ہے۔ افغانستان میں فی الوقت نیٹو کے 18500 فوجی موجود ہیں۔ ان کی اکثریت برطانیہ، ہالینڈ اور کینیڈا سے تعلق رکھتی ہے۔

اسلامی مالیاتی نظام کی مقبولیت بڑھ گئی

تیل کی دولت سے مالا مال مشرق وسطی کے ممالک کی طرف سے بھاری سرمایہ کاری اور مسلم و غیر مسلم سرمایہ کاروں کی طرف سے گہری دلچسپی کے باعث اسلامی مالیاتی نظام کو دنیا بھر میں تیزی سے فروغ حاصل ہو رہا ہے اور صرف 2 سال کے دوران اسلامی قوانین کے مطابق لین دین کرنے والے بینکوں اور مالیاتی اداروں کے سرمایہ میں 100 سے 150 فیصد اضافہ ہوا۔ اسلامی مالیاتی اداروں کے اثاثے جو 2 سال قبل 200 ارب ڈالر تھے، اب 500 ارب ڈالر تک پہنچ چکے ہیں۔ برطانوی یونیورسٹی میں اسلامی علوم کے شعبے کے ڈائریکٹر روڈنی ولسن نے کہا ہے کہ اسلامی مالیاتی نظام کے دنیا بھر میں تیزی سے فروغ کی وجہ تیل کی قیمتوں میں اضافے سے سعودی عرب، کویت، متحدہ عرب امارات اور دیگر تیل پیدا کرنے والے ممالک کی آمدنی میں اضافہ ہے۔ رپورٹ بتایا گیا ہے کہ مغربی ممالک کے علاوہ جنوبی ایشیا میں بھی اسلامی مالیاتی نظام کو تیزی سے فروغ حاصل ہو رہا ہے اور ملائیشیا نے غیر ملکی سرمایہ کاری میں اضافہ کے لیے بینکنگ نظام کو اسلامی شریعت کے مطابق بنایا ہے جبکہ سعودی عرب کے ساحلی شہر جدہ کے شمال میں 27 ارب ڈالر کی لاگت سے تعمیر کیے جانے والے شہر کے لیے اسلامی اصولوں کے مطابق کام کرنے والے مالیاتی اداروں نے سرمایہ فراہم کیا ہے۔

Canadian authorities have described as the ideology of al-Qaeda is an open question that may not be answered even at his trial. But his involvement in Tanzeem-e-Islami and study of Dr. Ahmad's teachings may provide a glimpse of his worldview.

In Pakistan, Dr. Ahmad's conservative brand of religion and his opinions about Jews and the West are everyday fare. But his ideas would likely be troubling to many Canadians.

He writes that it is the duty of all Muslims to strive for "the ascendancy of Islam over all other systems of life," and that the dominance of Islam will come in three stages: passive resistance, active resistance and armed conflict.

Islam's renaissance will begin in Pakistan, he writes, because the Arab world is living under subjugation. Only the Pakistan region "has the potential for standing up against the nefarious designs of the global power-brokers and to resist the rising tides of the Jewish/Zionist hegemony," he writes.

The Tanzeem-e-Islami, which he formed in 1975, is an "Islamic revolutionary party whose goal is to establish the system of social justice of the Caliphate [Islamic state] firstly in Pakistan and then in the whole world."

In his booklet Khalifah in Pakistan: What, Why and How?, he outlined the three principles of his ideal state: "(1) Sovereignty belongs to Almighty Allah alone; (2) No legislation can be done at any level that is totally or partially repugnant to Koran and Sunnah, and; (3) Full citizenship of the state is for the Muslims only."

Another of his books repeats the Jewish conspiracy theories popular among neo-Nazis, claiming that Jews have "a deeply ingrained tendency to conspire and to maneuver things surreptitiously for their own gain."

The Jews exert a "wicked web of control and exploitation" through their ownership of banks, insurance companies and stock exchanges, he claims.

He compares Jews to parasites, calls the Holocaust "Divine punishment" and foresees the "total extermination" of Jews at the hands of Muslims.

"Let us say some young, impressionable extremists in Canada were to read that," said Bernie Farber, executive director of the Canadian Jewish Congress and a court-recognized expert on hate literature. "Who am I or you to say that they're not going to take the actions suggested in these writings? It's pernicious and it's potentially very dangerous."

Read passages of Dr. Ahmad's writings, Mr. Farber called it "anti-Semitic garbage" that he said "adds to the concerns that we've been expressing for years, that anti-Semitism that is injected into the minds of young people here in Canada can potentially have very dangerous effects."

A 43-year-old school bus driver known for his fiery sermons, Mr. Jamal had been under scrutiny by the Canadian Security Intelligence Service for the past two years, his wife said in a posting on her blog.

"We knew they were asking our friends and their parents about us, even telling them that Abdul Qayyum was recruiting teens for jihad, but everyone knew this was untrue," she said.

"We knew they were tapping our phones and watching our every move."

Liberal MP Wajid Khan has said he once heard Mr. Jamal claim that Canadian troops were only in Afghanistan "to rape Muslim women."

Mr. Jamal's exact role in the group accused of plotting to detonate truck bombs in downtown Toronto and behead hostages on Parliament Hill until Canada withdrew from Afghanistan and released Muslim prisoners has not yet been disclosed.

But he has been charged with three counts under the Anti-terrorism Act: participating in a terrorist group, training for terrorism and intent to cause an explosion.

His bail hearing is scheduled to resume this month.

(Courtesy: National Post Canada)

رفقاء واحباب مطلع رہیں،

ان شاء اللہ العزیز تنظیم اسلامی کا کل پاکستان

سالانہ اجتماع عام

12 تا 14 نومبر 2006ء (بروز اتوار، سوموار، منگل) فردوسی فارم

سادھوکے میں منعقد ہوگا

رفقاء سے ابھی سے ان تین ایام کو اللہ کے لئے خالص کر لینے کی

درخواست ہے۔

(المعلن: ناظم اعلیٰ، تنظیم اسلامی پاکستان)

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No. 36

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Stewart Bell

A Terror Suspect's Mentor

LAHORE, Pakistan - An elderly man with a snowy beard, a black Jinnah cap and a well-honed gift for oratory, Dr. Israr Ahmad is one of Pakistan's best-known Islamic revivalists.

With the help of a weekly television show, a Web site and a seminary in Lahore's Model Town neighbourhood, the 74-year-old exhorts Muslims to strive for the "global domination of Islam."

In his books and recorded lectures, sold online and at his small shop in Lahore, he spells out his views about "conspiring" Jews and the need to treat non-Muslims as second-class citizens.

"Under the existing state of affairs, which is both distressing and disheartening, we must keep reminding ourselves that the ascendancy of Islam over the entire globe is bound to come," he writes.

Dr. Ahmad does not advocate violence; his message is that change will only come once Muslims individually adhere to the principles of their faith. But one of his disciples may have gone too far.

Qayyum Abdul Jamal, the eldest of the 18 terror suspects arrested in the Toronto area this summer, was a student of Dr. Ahmad's and a member of the "revolutionary" organization he founded, Tanzeem-e-Islami.

In an indication of his reverence for Dr. Ahmad, days after he was arrested by the RCMP on June 2, Mr. Jamal sent a message to his wife, Cheryfa, asking her to get in contact with his "old mentor and teacher."

"All my husband had wanted from me was to get this simple message to his old friend: 'I need your [prayers],' " Mrs. Jamal says on her Internet blog, adding, "Dr. Ahmad asked me to fax my request as it was difficult for him to hear me on the phone."

According to Tanzeem officials, the mosque where Mr. Jamal preached, the Ar-Rahman Islamic Centre in Mississauga, Ont., was once affiliated with the Pakistan-based organization but was expelled three years ago.

In 2003, the Tanzeem-e-Islami branch in North America broke away from its parent organization in Pakistan, partly due to ideological differences with Dr. Ahmad. Mosques in Canada and the U.S. were required to pledge their loyalty to a new North American leader, rather than to Dr. Ahmad. The Ar-Rahman centre did not do so and its membership was therefore revoked.

"He is not considered a member and thus his membership is nullified and he is no longer a member of our organization," said Steve Elturk, president of the U.S. Tanzeem affiliate, now called the Islamic Organization of North America.

He added that Dr. Ahmad "never advocated terrorism, never advocated any violence, as a matter of fact his movement is a peaceful, non-violent movement."

The terrorist plot that Mr. Jamal stands accused helping foment in Ontario has been widely described as a "homegrown" Canadian conspiracy, but there are also a web of ties to Pakistan, and Mr. Jamal is among them.

Some of those associated with the Toronto cell allegedly traveled to Pakistan for terrorist training; some are accused of links to a Pakistani militant group called Lashkar-e-Tayyiba; and some are of Pakistani heritage.

Five years after 9/11, the suspected connections between Pakistan and what could have been Canada's worst act of domestic terror is seen by some as an indication that while terrorism has changed dramatically since 2001, Pakistan's role as a hub of global terror remains unresolved.

At the Society of the Servants of the Koran, Dr. Ahmad's seminary near Punjab University, a sticker on the window reads: "Destiny of Pakistan: Caliphate," the term for the Islamic nation imagined by some Muslims.

"Yes, I heard about him," one of Mr. Ahmad's friendly aides, Sardar Awan, said of Mr. Jamal in an interview with the National Post. "Our party is Tanzeem-e-Islami. He was in that," he said.

"Recently when he was arrested one of our previous members of Tanzeem-e-Islami informed us. And his wife ... she is alone there so we contacted the emir [the Tanzeem leader] in America to help."

Dr. Ahmad could be called Mr. Jamal's teacher "in the sense that Dr. Israr taught [the] Koran to people and gave [the] message of [the] Koran to [the] people of Pakistan, in the sense that he learned Islam and Koran from Dr. Israr," he said.

He said he read about the Toronto terror plot in the newspaper, but added he has his own views about who is and is not a terrorist. "As far as I understand, I don't think any organizations are terrorist organizations, are really terrorist, even in Afghanistan or in Iraq.

"They are poor people. I don't think they are terrorists."

But he said his organization would not condone bombings in Canada. "We don't encourage that. We try to make our country according to the system of Islam."

Asked if he was concerned that one of the Tanzeem's followers might have taken things too far, he said: "Yes, we will try to clarify our position more frequently and we will tell people that this is not what we are aiming [for].

"This is not at all our mission, our struggle."

The "message of [the] Koran and Sunna and our organization is not that complicated. Maybe he misapplied that message or he could not judge that this message is not applicable to where he is staying."

In an e-mail sent to the Post, Dr. Ahmad said he was out of touch with the Tanzeem, having relinquished his leadership of the party in 2002 due to health problems.

"Since I am not in touch with the Tanzeem members for last many years, it would be difficult for me to offer any thoughtful comment about the arrest of a former Tanzeem, member, Qayyum Jamal, in Canada whom I do not remember at the moment," he said.

"We do believe in a struggle as a Tanzeem for the establishment of a system of social justice of Islam in a country of our origin, rather than in a host country and that too collectively under the leadership of Tanzeem in an organized manner.

"If the man has indeed engaged in the terrorist activities in Canada as the police have alleged, there must be some misunderstanding."

How Mr. Jamal came to embrace what